وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم

الحمد لله المنان که درین زمان در احسن اوقات و اسعد ساعات کتاب مستطاب از تصانیف عالم نبیل و فاضل جلیل ذکی الذهن العلامة والطبع النقاد جناب مولانا مولوی السید محمد علی حسن صاحب وکیل عدالت دام الله اقباله مسمی به

# القول المأنوس فی ابطال تناسخ النفوس

# نور الصباح فی ابطال تناسخ الارواح

بسعی و اهتمام و تصحیح تام حقیر سراپا تقصیر السید عابد علی بمقام لکهنو محله نوراتنخانه وزیر گنج بتاریخ بست و ششم ماه شوال المکرم سنه ۱۳۰۳ھ مطابق تاریخ ۱۹ ماه جولائی سنه ۱۸۸۶ عیسوی

در مطبع فیض منبع اثنا عشری حلیهٔ طبع پوشید

بعون صناع یکمین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

بعد الحمد درین آوان خیر و برکت اقتران که این رساله بدیعه و عجاله رفیعه و علاله منیعه موافق مذہب شیعه اثناعشریه و دفع توہمات شنیعه

مسمے بہ

# القول المانوس فی ابطال تناسخ النفوس

# نور الصباح فی ابطال تناسخ الارواح



یکے از تصنیفات عالیجناب تقدس مآب عالم باعمل فاضل بے بدل صاحب ذہن نقاد و طبع وقاد ذی النظر الدقیق و الفکر العمیق مولانا مولوی سید علی حسن صاحب دامت برکاته بمقام لکھنؤ بستم ماه شوال سنه ۱۳[illegible]ھ

در مطبع اثناعشری باہتمام خیرخواہ مومنین سید عابد علی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لا الٰہ الا ھو الذی قد تفرد بالعزۃ والکبریاء وقد توحد بالدوام والبقاء کان ولم یکن معہ شئی من الاشیاء فانشاء الارض والسماء وجعل الظلمات والانوار والاضواء وابدع الارواح للبقاء ورکبہا فی الابدان التی انشأت للزوال والفناء فسبحانہ وتعالی شانہ یدبر الامر کیف یشاء ویخلق ما یشاء کیف یشاء ویصور فی الارحام ما یشاء کیف یشاء والصلوٰۃ والسلام علی خیر الاصفیاء وسید الانبیاء محمد المبعوث بالحکمۃ البیضاء والشریعۃ الغراء وعترتہ الہداۃ الاذکیاء الاتقیاء واصحابہ الاخیار الصلحاء

اما بعد چونکہ بروقت تحریر رسالہ منہج الاصول مسئلہ ابطال تناسخ کیطرف توجہ نہیں ہوئی تھی اور مسئلہ مذکورہ درحقیقت لائق توجہ مسئلہ ہی لہذا یہ رسالہ مختصرہ جو موسوم **بالقول المانوس فی ابطال تناسخ النفوس** اور ملقب بنور الصباح فی ابطال تناسخ الارواح ہی خاص بغرض تحقیق مسئلہ مذکورہ ضبط تحریر میں آیا ہی اور وہ ایک مقدمہ اور چار مسالک اور ایک خاتمہ پر متضمن ہی **مقدمہ** بیان حقیقت تناسخ اور تفصیل مذاہب متعلقہ تناسخ میں پس واضح ہو کہ تناسخ اسکا نام ہی کہ منتقل ہو ایک نفس انسانی دنیا

میں ایک بدن سے طرف دوسرے بدن کے اور اسکی صحت و بطلان کے باب میں
مختلف مذاہب ہیں اور اہل اسلام کے جمہور مذاہب میں اس امر پر اتفاق ہے کہ تناسخ
مذکورہ باطل مذکور ہے اور موجب تصریحات آیات و احادیث کے ابدیت کے کبھی کوئی
روح انسانی کسی دوسرے بدن سے متعلق نہیں ہوتی ہے اور آخر کو قیامت میں اپنے
جسم سابق کے ساتھ یا ایک اور جسم مماثل کے ساتھ محشور ہوگی اور گو ملت شیعہ
اثنا عشریہ میں قبل قیامت صرف بعض نفوس کا اپنے ابدان سابقہ کے ساتھ بطریقہ
رجعت پھر دنیا میں آنیکا اعتقاد مسلم الثبوت ہے مگر یہ ظاہر ہے کہ یہ صورت تناسخ
مذکورہ کی حقیقت میں شامل نہیں ہے اور اسیطرح اکثر حکما بھی بطلان تناسخ کے قائل
ہیں مگر بعض حکما جو قدم نفوس کے قائل ہیں انکا قول یہ ہے کہ تعطل نفس کا اور عدم
تعلق اسکا بدن سے محالات سے ہے پس وہ ایک بدن سے دوسرے بدن میں منتقل ہوتی رہتی
ہے اور ان قائلین تناسخ میں سے بعض اسکے قائل ہوئے ہیں کہ نفوس ہمیشہ ایک
بدن سے دوسرے بدن میں منتقل ہوتے رہتے ہیں اور کبھی خلاص ہو کر عالم مجردات
کیطرف رجوع نہیں کرتے ہیں اور بعض اسکے قائل ہیں کہ نفوس انسانیہ اگر اسطرح کامل
ہو جاتے ہیں کہ انکے کل کمالات ممکنہ قوت سے فعل کیطرف خارج ہو سکتے ہیں تو بعد
مفارقت بدن کے وہ مجرد رہتے ہیں اور پھر کسی بدن سے متعلق نہیں ہوتی ہیں اور
عالم مجردات کیطرف رجوع کر جاتے ہیں اور اگر وہی نفوس ناقص ہوتے ہیں تو وہ منتقل
ہوتے رہتے ہیں اجسام افراد نوع انسانیہ میں اور منتقل ہوتے ہیں ایک بدن انسانی
کی تدبیر سے طرف تدبیر اسی بدن انسان دیگر کے کہ جسمیں اور بدن سابق میں مناسبت
اخلاق اور ملکات میں ہو یہانتک کہ اپنی غایت اور انتہائی درجہ اخلاق و ملکات
تک پہونچیں اور اس انتقال کا نام وہ نسخ رکھتے ہیں اور بعض انمیں سے اسکے قائل
ہوئے ہیں کہ اگر وہ نفس ناقص ہوتی ہے اور اوسکے ملکات ردیہ حاصل

ہوتے ہین تو اکثر وہ تنزل کرتی ہی اور متعلق ہوتی ہی ساتھ کسی ایسے بدن حیوانی کے جو زیادہ تر مناسب اور لائق ہو اُسکے لیے مثل بدن شیر کے واسطے شجاع اور بدن ارنب کے واسطے جبان کے اور اس انتقال کا نام وہ مسخ رکھتے ہین اور کبھی نازل ہوتی ہی وہ نفس ناقصہ طرف اجسام نباتیہ کے اور اسکا نام اُنکے نزدیک رسخ ہی اور کبھی نازل ہوتی ہی وہ نفس ناقصہ طرف اجسام جمادیہ کے اور اسکا نام اُنکے نزدیک فسخ ہی اور کبھی انتقال طرف نبات کے باسم فسخ اور انتقال طرف جماد کے ساتھ رسخ کے موسوم کیا جاتا ہی اور بعض اہل تناسخ کا یہ گمان ہی کہ اولی قبول فیض کیے وہی نبات ہی نہ کوئی سوا اسکے پس ہر نفس نہین فائض ہوتے مگر اوپر نبات کے پس منتقل ہوتی ہی اُسکے ادنی مراتب سی طرف اُس مرتبے کے جو افضل اُس سے اور اکمل اوس سے ہو یہانتک کہ پہنچتی ہو طرف ایسی مرتبے کے جو مرتبہ اولی حیوانیہ سے اقرب ہی اور بعد ازان اوس مرتبہ اولی حیوان کیطرف منتقل ہوتی ہی اور من بعد مراتب حیوانیہ مین منتقل ہوتی رہتی ہی اور ترقی کرتی رہتی ہی بتدریج ادنی سے طرف اعلی کے پھر طرف اُس کے جو اس سے اعلی ہو یہانتک کہ پہونچتی آخر مراتب حیوان تک پس ترقی کرتی ہی طرف مرتبہ انسانی کے اور بعد ازان وہ منتقل ہوتی رہتی ہی مراتب انسانیہ مین اور بتدریج ترقی کرتی رہتی ہی طرف درجہ اعلی کے پھر طرف اُسکے جو اُس سے اعلی ہو اور علی ہذا القیاس یہانتک کہ آخر مراتب انسانیہ تک پہونچی اور کبھی خلاص ہو جاتی ہی ابدان سی بوجہ اُسکے کامل ہو جانی کے انسانیت مین اور کبھی متعلق ہوتی ہی بعض اجرام سماویہ سے اور تعلق اُسکا جرم سماوی سی نہین ہوتا بطور تصرف اور تدبیر کے بلکہ فائز ہوتی ہی ساتھ سعادت ابدیہ کے اور اہل مذاہب مین سے ہنود عموماً نہایت رسوخ کے ساتھ تناسخ کے معتقد ہوئے ہین بلکہ بعض اونمین سے گمان کرتے ہین کہ یہہ امر بھی ممکن ہی کہ آدمی بسبب ریاضت یہ قدرت حاصل کرے کہ اپنے نفس کو اپنے بدن

نکال کے کسی جسم مردہ میں داخل کرے اور خود مرجائے اور پھر اپنے بدن میں دوبارہ
اپنی روح کو داخل کر کے پھر زندہ ہوجائے اور زیادہ اسمین صرف ایک
گروہ قلیل بطور شاذونادر کے قائل تناسخ کے ہوئے ہین اور اکثر اقوال اہل تناسخ
کے خیالات اور انکے قصص مردیہ پر مبنی ہین اور انکا اظہار اثبات انکا مشکل ہو اور جو
امر حق ہو وہی وہ ہی جسپر معظم اہل اسلام نے اتفاق کیا ہی کہ قول تناسخ درحقیقت باطل
ہی اور تحقیق اس کی آئندہ بخوبی مذکور ہی **مسئلہ اول** بیان مین ان دلائل
کی جو کتب علمای سابقین مین درباب ابطال قول تناسخ مذکور ہین اور وہ تین ہین **اول**
**دلیل** یہ ہی کہ ہر بدن جسوقت معتدل ہوتا ہی اور اسکا مزاج اور مستعد ہوتا ہی واسطے
قبول نفس کے لیے تو اسپر ایک نفس کا فیضان ہونا مبداء فیاض سے ضروری ہی پس
اگر متعلق ہو اس سے ایک اور نفس سابق تو لازم آئیگا اجتماع دو نفسون کا ایک
بدن واحد مین اور یہ محال ہے اور اعتراض کیا گیا ہی اس دلیل کی نسبت اسطرح کہ جب
ثابت ہوا ہی کہ اللہ تعالی جو صانع عالم ہی فاعل مختار ہی تو ممکن ہی کہ فیضان کرے وہ
اپنی اختیار سے بنظر مصالح حکمت کے بدن پر کوئی اور نفس سوای نفس سابق کے پس
اجتماع دو نفسون کا بدن واحد مین نہ لازم آئیگا اور بعض **معاصرین** نے اس
دلیل کی نسبت یہ اعتراض نقل کیا ہی کہ جائز ہی نفس تناسخیہ مانع حدوث نفس دیگر
کے ہو اور اسکا یہ جواب بھی دیا ہی کہ یہ اعتراض کچھ نہین ہے اسواسطے کہ ایک تعین
سے اولی نہین منع کے لیے دوسرے سے مگر یہ ظاہر ہے کہ موجود اولی ہے معدوم سے
درباب منع حدوث اس معدوم کے اور حاصل اعتراض کا درحقیقت یہ ہی کہ ضرورت
فیضان ایک نفس تناسخیہ موجودہ کے ممکن ہی کہ مبداء فیاض کو مانع ہو احداث نفس
آئندہ **دوسرا** اعتراض نسبت دلیل مذکور کے انھون نے یہ ذکر کیا ہی کہ کیون
نہونا چاہیے کہ نفس مفارق بسبب اوس کمال کے جو اُس کے لیے حاصل ہی اولی ہو

دلیل اول

ساتھ تعلق کے نفس حادثہ سے اور اسکا **جواب** بھی یہ نقل کیا ہے کہ ماہیت نفس
کی اگر مقتضی ہو تعلق کے ساتھ بدن کے تو ہوگا یہ کمال عارض بعد تمامی مقتضی اتعلق
کی پس محال ہوگا کہ ہو مستتبع اس مقتضی تعلق کے اور اگر مقتضی تعلق نفس ذو
بلکہ ہو مقتضی اس تعلق کا کہ یہ کمال تو لازم آئیگا محال کیونکہ اگر وہ کامل ہوگی تو متعلق
نہوگی اور جبتک متعلق نہوگی کامل نہوگی اور حاصل یہ ہے کہ نفس یہ دخل ہو کمال
کے لیے بیچ اقتضاء تعلق کے بلکہ قریب ہے یہ کہ ہو امر بالعکس مگر یہ جواب در حقیقت
صحیح نہین ہے اسواسطے کہ ماہیت نفس کی گو مقتضی تعلق کے ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کمال
تعلق اول مین بعد تعلق کے حاصل ہوتا ہے اور اس تعلق اول مین مقتضی کے مرتبہ
مین مستتبع نہین ہے لیکن مراتب تعلقات مابعد مین وہی کمال جزئی جو تعلق اول مین
حاصل ہو چکا تھا مقتضای ماہیت نفس کے ساتھ جو تعلق بدن کے باب مین ہے
ختم ہو کر بیچ تعلق مابعد کا ہو سکتا ہے اور اس صورت مین حاصل اعتراض کا در حقیقت
یہ ہے کہ ممکن ہے کہ مقتضای ماہیت نفس جو درباب تعلق ہے اور وہ کمال جزوی جو اسکو
حاصل ہو چکا ہے دونون ملکر مرجح ہون فیضان مبدا فیاض کے لیے مرتب تعلقات
مابعد مین درباب افاضہ صرف نفس متناسخہ اور عدم احداث نفس دیگر کے **دوسری**
**دلیل** یہ ہے کہ اگر کوئی نفس بطریق تناسخ کے دوبارہ متعلق ہوتی کسی بدن سے تو
ضرور تھا کہ اسکو یاد آتے حالات سابقہ اور ظاہر ہے کہ کوئی نفس حالات سابقہ کو
یاد نہین رکھتی ہے تو ثابت ہو گیا کہ کوئی نفس بذریعہ تناسخ کے دوبارہ بدن سے
متعلق نہین ہوتی ہے اور اعتراض کیا گیا ہے اس دلیل کی نسبت اول اسطرح کہ ممکن
ہے کہ بوجہ مشغل تدبیر بدن حال کے وہ نہ یاد کرے حالات سابقہ کو یا آنکہ طول زمانہ اسکو
موجب ہو جای نسیان کا یا آنکہ تعلق ایک بدن خاص کا شرط ہو یاد کرنے حالات بدن مذکور
کا دوسرے یہ کہ بہت سی قصص اہل تناسخ نقل کرتے ہین کہ جنہین اونکا بیان ہے کہ حالات

سابقہ نفوس کو بخوبی یاد تھے اور انھون نے مفصل وہ حالات بیان کیے تھے اور
جواب اعتراض اول کا اول تو یہ ہی کہ محل علم و حفظ و تذکر در حقیقت نفس ہی تو باقی
رہنا تذکر کا ضروری ہی دوسرے یہ کہ بموجب خبر مخبرین صادقین یعنی انبیا علیہ السلام
کے یہ امر ثابت ہی کہ بروقت حشر کے نفوس کو اکثر حالات سابقہ بخوبی یاد ہونگے تو یہہ
ثابت ہوا کہ شغل تدبیر بدن یا طول زمانہ ہرگز موجب نسیان بالکلیہ حالات سابقہ کے
نہین ہو سکتی ہین پس یہ دلیل بموجب اصول مسلمہ اہل مذہب حق کے ضرور تمام ہے
اور دوسرے اعتراض کا اول تو یہ جواب ہی کہ قصص جو خاص اہل تناسخ نقل کرتے
ہین اس وجہ سی لائق اعتبار نہین ہی کہ اس قسم کے قصص اور شخص نے کبھی نقل نہین
کیے ہین دوسرے یہ کہ در صورت صحت قصص مذکورہ کے ہم کہینگے قصص بطور شاذ و نادر
ہوے ہین تو ممکن ہی کہ بعض امراض بعض اشخاص کو اس قسم کے خیالات کا باعث ہون
تو بلا تصدیق اون بیانات کے اور بلا ثبوت کامل اس امر کے کہ وہ اشخاص صحیح المزاج
تھے انکے بیانات صحیح تسلیم ہو کر اسکی وجہ سے خیال تناسخ کی تائید ممکن نہین ہی اور بعض
معاصرین نے دلیل مذکور کی نسبت یہ اعتراض بھی ذکر کیا ہی کہ ہم نہین تسلیم کرتے ہین
عدم تذکر کو مطلقاً پس شاید نفس کسی شخص کا یاد رکھتا ہوا اپنے تعلق کو ساتھ بدن آخر کے
مگر اسکا جواب یہ ہی کہ جب قائلین تناسخ علی العموم وقوع تناسخ کے قائل ہین تو اس وجہ
سے کہ نفس جو محل تذکر ہے باقی رہتا ہی اسکی وجہ سی ایسا تذکر علی العموم ہونا ضروری ہی
نہ کہ بطور شاذ و نادر کے اور یہ بھی اعتراض ذکر کیا ہی کہ ممکن ہے کہ ہو تذکر احوال
بدن کا موقوف اوپر تعلق اُسی بدن کے مگر اسکا جواب یہی ہی کہ تذکر خاص صفات
نفس سے ہی تو وہ کسیطرح موقوف نہین ہو سکتا ہی کسی بدن خاص کے تعلق پر بلکہ باقی
رہنا اسکا ساتھ بقای نفس کے ضرور ہی اور یہ بھی اعتراض ذکر کیا ہی کہ تذکر نہین
ہوتا ہی مگر بوجہ آلہ کے اور جسوقت کہ متبدل ہوے آلات تو نہ ہو تذکر اپنے حال پر

مگر اوسکا جواب اول یہ ہی کہ یہہ امر ضروری ہی کہ تذکر نفس کا محتاج آلہ کا نہین ہے
بلکہ وہ خاص صفات نفس سے ہی تو تذکر مذکور کا اپنے حال پر باقی رہنا ضروری
ہے کیونکہ کلام ان علوم کے تذکر مین ہی جو خاص قائم بنفس ہوتے ہین نہ اون علوم
کے تذکر مین جنکے خزانہ خیال وغیرہ قوی بدنی ہوتے ہین دوسرے یہ کہ کلام ہمارا
بمقابلہ اہل تناسخ کے ہی کہ جو اس کے قائل ہین کہ نفس انسانی کو جو کمالات حاصل ہوتے
ہین ایک بدن مین وہ باقی رہتی ہین بروقت تعلق بدن آخر کے پس تذکر کا باقی رہنا
بھی اون کے اصول پر ضروری ہی اور علاوہ ازین وہ قائل بھی بقاء تذکر کے ہین اور
اسوجہ سے وہ قصص بھی نقل کرتے ہین پس انکے مقابلہ مین دلیل ضرور تمام ہی اور
احتمالات مجردہ کے اخراج سے جبکہ بنا دلیل مذکورہ کے اصول مسلمہ فریقین پر ہی
کوئی نقصان دلیل مین لازم نہین آتا ہی **تیسری دلیل** یہ ہی کہ اگر تناسخ حق ہوتا
تو ممکن نہ تہا کہ کبھی تعداد ابدان ہالکہ کے ابدان حادثہ سے زیادہ ہوتی مگر یہ ظاہر ہی
کہ اکثر وبای عام یا طوفان عام یا قتال کثیر مین بہت سی ابدان ہلاک ہو جاتے ہین کہ
اسقدر ابدان مدت کثیر تک حادث نہین ہوتے ہین اور اعتراض کیا گیا ہی اس
دلیل کی نسبت اسطرح کہ یہ ضرور نہین ہی کہ جو نفوس جدا ہوتے ہین ابدان سے
وہ فورا ابدان سے متعلق ہون پس اگر تعداد ابدان حادثہ کی ابدان ہالکہ سے کم ہو
تو اسمین کوئی مضائقہ نہین ہی مگر جواب اسکا یہ ہی کہ یہ دلیل بمقابلہ اون اہل تناسخ کی
اصول مسلمہ کے قائم کیگئی ہی جو تعطل نفس کا ایک لمحہ بھی جائز نہین سمجھتے اور انکی
قول کے بموجب فورا متعلق ہونا اون نفوس کا ابدان سے ضرور ہی پس انکے مقابلہ مین
دلیل ضرور تمام ہی اور بعض معاصرین نے اس دلیل کی نسبت یہہ اعتراض بھی نقل
کیا ہی کہ ہم نہین تسلیم کرتے ہین کہ نہین تعطل طبیعت مین مگر اسکا بھی جواب یہی ہی کہ یہہ
اصول مسلمہ اہل تناسخ مین سے ہی پس انکے مقابلہ مین دلیل ضرور تمام ہی اور یہہ

یہ بھی اعتراض نقل کیا ہی کہ اگر ستائیس سو برس گذر گئے ... تو ہم کہین گے کہ تعطل
کا لازم ہونا آتا ہی کیونکہ اتنے دنون سے تناسخ کا سلسلہ ... لیکن یہ جواب ایک مستقل ہے
مگر اسکا جواب یہی ہی کہ اہل تناسخ استقلال ... کے لیے کافی
نہین سمجھتے ہین اور اسوجہ سے یہ نفس کے فور آبادی ... متعلق ہونے کو واجب
سمجھتے ہین پس انکے مقابلہ مین یہ دلیل ضرور تمام ہی اور یہ بھی اعتراض نقل کیا ہی کہ ہم
نہین تسلیم کرتے ہین کہ فاسدات کبھی حادثات سے زائد ہوئے ہین اور حصول ایسے
وبای عام یا طوفان کلی کا کہ جسمین ہلاک ہو ہر ذی نفس یہانتک کہ لازم آوے
زیادت فاسدات کی کائنات پر غیر معلوم الوقوع ہی اسواسطے کہ وبای عام جو جمیع اصناف
حیوانات کے لیے اور جو شامل ہو تمام نواحی کو اسطرح کہ نہ باقی رہی کوئی حیوان اصلا
غیر متیقن ہے بلکہ متیقن نہین ہی مگر وجود وبا کا بیچ بعض نواحی کے اور اسیطرح کلام ہی
درباب طوفان کے اسواسطے کہ نہین لازم آتا ہی اس سے بھی کہ ہوت فاسد انسان سے
اکثر حیوان سے واسطے ضروری ہونے اس امر کے کہ بعد حیوانات متولدہ کی تعفن
بحور مین اور شقوق بحور مین اور اعداد ریشہ کے جو حادث ہوتے ہین طوفان کلی مین
انکا احاطہ بھی غیر ممکن ہی پس ممکن ہی کہ یہ کہا جائی کہ نفوس ہالکین طوفان کلی کے متعلق
ہوتے ہین امثال ان حادثات سے مگر جواب اسکا یہ ممکن ہی کہ یہ دلیل بمقابلہ ان
اہل تناسخ کے قایم کی گئی ہی کہ جو اسکے قائل ہین کہ نفوس انسانی کا تعلق سوای انسان کی
ممکن نہین ہی اور اس صورت مین طوفان نوح علیہ السلام کے بعد مدت تک عدد
حادثات کا کم رہنا فاسدات سے اور اسیطرح اور بہت سی قتالہای عام کی تواریخی حالات
ہین اور نیز جزوی باؤن کے حالات مین اسوجہ سے تسلیم کرنا زیادت فاسدات کا
حادثات سے ضرور واجب التسلیم ہوگا کہ دنیا کے حالات حدوث حادثات کے
قریب قریب ایک حد تک بموجب شہادت تاریخ و اخبارات دنیا کے دریافت

ہے تعیین اور تخیل ان اتفاقات کثرت نامساعدات کبھی اتفاقی کثرت مساعدات
کو نظر میں نہیں آتی ہے تو قائل نہیں ہوتے دلائل کتب سابقین میں در باب ابطال
تناسخ مذکور ہیں اور تقاریر دلیل دوم ان دلائل میں سے عمدہ دلیل ہیں در حقیقت
قبل اسکے مذکور ہوچکی ہیں لیکن یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ دلائل خاص موجب ابطال
مسئلہ اہل تناسخ تمام ہوتی ہیں اور عام طور سے انہیں ضرور محل بحث کا ہے حقیقت
باقی ہے تو انکی قوت ضرور اسقدر ہے کہ مسکت اہل انصاف ہیں مگر
متعصبین کی مسکت نہیں ہو سکتی ہیں مسلک دوم ان دلائل ابطال تناسخ
کے بیان میں جنکو بعض متاخرین نے ذکر کیا ہے مگر قبل ذکر دلائل مذکورہ
دو امور کو تمہیداً ذکر کرنا اس مقام پر میں مناسب جانتا ہون اول یہہ
واضح رہے کہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے عقیدہ ابطال تناسخ کو بھی اپنی
کتاب میں بطور عقائد اہلسنت کے ذکر کرکے یہ لکھا ہے کہ بعض فرق شیعہ تناسخ کے
قائل ہیں مگر یہہ قول انکا اول تو بلا دلیل لائق تسلیم نہیں ہے اور علاوہ ازین جب
یہہ کتاب انہوں نے خاص بمقابلہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے تصنیف کی ہے اور
شیعہ امامیہ اثنا عشریہ سب بالاتفاق ابطال تناسخ کے قائل ہیں تو اب اس
عقیدہ کو انکے الزام کے لیے ذکر کرنا صریح نادرست ہے دوسری یہہ کہ صاحب
تحفہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اہل تناسخ اسکے قائل ہیں کہ ارواح منتقل
ہوتے ہیں ایک بدن سے طرف دوسرے بدن کے اور معاد عبارت اسی انتقال
سے ہے پس ارواح کاملہ بعقائد حقہ و طاعات منتقل ہوتے ہیں طرف بدن ایسے شخص کے
کہ صاحب ثروت و نعمت ہے اور صاحب عافیت و صحت مزاج ہے مانند سلطان و
امیر کے اور یہی معنی ہیں جنت کے اور ارواح ناقصہ منتقل ہوتے ہیں طرف بدن ایسے
شخص کے کہ جو صاحب فقر و مرض اور مبتلای غموم و احزان ہو اور کبھی نازل ہوتے

ہیں جیطرف ایمان ایسی چیونٹا بتہ کہ ان واسطے قناعت ہوتی اور صاف طینت مثل آزاد ہوتی ہی

کے واسطے حرص کے اور شیر پلنگ کے واسطے شجاعت ہمشکر کے اور خرگوش اور مانند

اُسکے کے واسطے جبان کے اور روباہ کیواسطی مکاری غدار کے اور بندر کیواسطی

مسخرہ کے اور خرس کیواسطی حیہ کے اور طاؤس کے واسطے خوددار اور عجب کی

اور اس عقیدہ کے ابطال پر جو دلائل صاحب تحفہ نے ذکر کیے ہین اونمین سی اول

**دلیل اول** یہ ہی کہ اسطرح تناسخ کا غرض جزای اعمال کے ہونا اسوجہ سی باطل ہی

کہ حالت مین جزا پانی کے تکلیف محال ہی اور بدون تکلیف سابق کے جزا محال ہی

اور یہ دو نو محال اس صورت مین لازم آتے ہین بیان ملازمہ کا یہ ہی کہ اگر کسی

شخص نے مثلاً اعمال نیک یا بد کیے بعد ازان اگر روح اسکی بعد موت کی دوسرے

انسان کی بدن کیطرف منتقل ہو تو اس صورت مین وہ مکلف بھی ہی اور مجزی بھی

ہے کیونکہ کوئی افراد انسانی غیر مکلف اور مہمل رہی یہ ممکن نہین ہی اور اگر بدن مین کسے

غیر مکلف کے مثل لڑکے یا مجنون یا کسی حیوان کے بدن مین منتقل ہو تو ضرور بعد موت

اس بدن کے منتقل ہوگی طرف بدن کسی دوسرے انسان کے جو مکلف ہو یا غیر مکلف

ہو یا طرف بدن کسی حیوان کے اور اس صورت مین اسکو ضرور تنعم و تالم پیش آئیگا

پس اس حالتمین وہ مجزی ہوگا حالانکہ اسکو پہلی تکلیف نہین ہوئی تھی اور اگر یہ تنعم

و تالم اتفاقی ہو اور مقابلہ مین اعمال کے نہو تو طریق جزا نرہا کیونکہ جزا واسطی عبرت

اور تنبیہ کی ہی اور جبکہ بیگناہ ہوات تو وہی امر پیش آیا جو گنہگارون کو پیش آیا تو عبرت

کیونکر حاصل ہوتی ہی اور یہ حال بھی مثل دار العمل مخلوط اور ملتبس ہوگیا اور اسیطرح

جبکہ جو کچھ مطیع کو حاصل ہوا وہی غیر مطیع کو حاصل ہوا تو تعظیم و اکرام مطیع کے لیے

حاصل نہین ہوے مگر اس دلیل کی نسبت یہ اعتراض ممکن ہی کہ اول تو اہل تناسخ

جو اسکے قائل ہین کہ بدن لاحق مین بدن سابق کی جزا ملتی ہی وہ اسکی ساتھ

پہنچتے ہین اور جبکہ یہہ مسلم ہی کہ قول اہل اسلام کا کہ حیوانات غیر مکلف کو بھی عوض انکے آلام کا
حشر مین ملیگا اور اسی وجہ سے وحوش محشور ہونگے تو بلا تکلیف کے جزا کا ہونا بہر طرح
واجب التسلیم ہی پس یہ کہنا محال ہی کہ تکلیف کیونکر تسلیم ہو سکتا ہی علاوہ ازین حیوانات و
نباتات و حیوانات کا غیر مکلف ہونا ہی درحقیقت اس معنی سے ہی کہ اسکو تکلیف
شرعی مثل انسان کے نہین ہی کہ جو منقول کا فیصلہ کا مدار رکھتے ہین ورنہ حالات واقعی اور
بعض احادیث اور آیات کی جانب توجہ کرنے کے بعد یہہ ضرور لائق تسلیم ہی کہ ان سبکو
بھی ایک قسم کی تکلیف طبعی یا عقلی دی گئی ہی پس خلو جزا کا تکلیف سی اسوجہ سی بھی لازم
نہ آئیگا اور اگر تسلیم بھی تو خلو جزا کا درحقیقت تکلیف اصطلاحی سے لازم آئیگا نہ
مطلق تکلیف سے دوسرا اصل صحیح مطلق جزا ہی تیسرے یہہ کہ جب یہہ ثابت ہوا کہ
کہ جو امور پیش آئے ہین وہ بسبب اعمالات بدن سابق کے بدن لاحق مین پیش آتے
ہین تو طریقہ جزا ضرور طریق جزا باقی رہا ہی اور اس صورت مین جبکہ مطیع
اور عاصی مین فرق ضرور ہوتا ہی تو ذریعہ عبرت کا ضرور باقی ہی چوتھے یہہ کہ اصل
مقصود اہل تناسخ کے اصول کے بموجب تکمیل نفس و دافع تعطل نفس ہی اور یہہ جزا
جو دیجاتی ہی وہ بھی اسکے ساتھ ایک حد تک ضمنا مقصود ہوتی ہی تو ممکن ہے کہ
حالت تکلیف مین بغرض تکمیل جو اصل مقصود ہی ایسی جزا جو درجہ ثانی مین مقصود
ہے بجا سکے دوسری دلیل یہ ہی کہ اگر مومنین صالحین بلکہ انبیا و ائمہ کو
ابدان فاسقین متنعمین مین مثل سلاطین و امرا کے تناسخ ہو تو لازم آئیگا کہ ارواح
اس گروہ کی بعد موت ثانی کے معذب ہون اور سعادت سی شقاوت کی طرف
رجوع کرین اور باوجود استحقاق تعظیم و تکریم کے مستحق اہانت و تذلیل کے ہون
اور اگر ابدان متنعمین صلحا اور انبیا مین انکا تناسخ ہو تو لازم آئیگا کہ انبیا اور
صلحا بہ نسبت عصر سابق سے نہون بلکہ مساوی یا زائد ہون اور با انہمہ

متنعم اور آسودہ ہونا اور [illegible] حالت واقع ہو اور اسکی نسبت اول تو یہہ اعتراض
ممکن ہے کہ اہل تناسخ قائل ہیں کہ جو نفوس درجہ کمال کو پہونچتی ہیں تو مفارقت
کے بعد وہ تجرد [illegible] بطریق تناسخ کے وہ پھر کسی بدن سے متعلق نہیں
ہوتے [illegible] پس مذکورہ کا مسلم نہیں ہے کہ تناسخ نفوس کاملین
کاملین اور انبیا [illegible] یہ ممکن ہے مگر اس اعتراض کا یہہ جواب ممکن ہے کہ
یہہ اہل تناسخ قائل [illegible] اسکا نام ہے کہ جو تعلق بدن ہو تو وہ ضرور
ہے کہ تناسخ انبیا اور [illegible] کے لیے قائل ہوں ورنہ یہہ لازم آیگا کہ یہہ حضرات
جنت [illegible] البطلان ہے مگر یہہ بحث اس جواب کی نسبت ممکن
ہے کہ اہل تناسخ [illegible] اور تعلق بدن جنت ادنی ہے اور اعلی
علیین وہی جنت ہے [illegible] کمال النفس کو حاصل ہوتی ہے دوسرا اعتراض
یہہ ہے کہ اگر تناسخ ایسی [illegible] ضرور ہے کہ مناسب ابدان میں یعنی
ابدان [illegible] انکا تناسخ ہوا اور چونکہ مسلم نہیں ہے کہ وہ سب
کا تناسخ ہوتا [illegible] دراز میں یہہ تناسخ واقع ہوں پس یہہ
لازم آئیگا کہ [illegible] اور صلحا کو ضرور ہوگا کہ نسبت عصر سابق کے مساوی
یا [illegible] ہے کہ اہل تناسخ اسکا التزام کریں کہ ہر وقت تناسخ کے
صلحا اور انبیا اور ائمہ کا آسودہ ہونا ضرور ہے مگر اس اعتراض کا جواب اسطرح
ممکن ہے کہ جب جنت سے محروم رہنا ایک مدت تک انبیا اور صلحا اور ائمہ کا ممکن
نہیں ہے تو انکا فوراً تناسخ ہونا ضرور ہے مگر اس جواب کی نسبت وہ بحث کر سکتے ہیں
کہ علاوہ اس جنت تعلق بدن کے اور جنت بھی ہے جو جنت تجرد و کمال ہے اور یہہ
بحث بموجب قول اہل تناسخ کے کہ نفوس کاملہ کو تناسخ نہیں ہوتا زیادہ قوی ہے
لیکن جب یہہ لوگ جنت کو بموجب نقل صاحب تحفہ کے صرف تعلق بدن میں منحصر

گتے تھے تو انکے قول کے بموجب یہہ بحث ظاہرا نہایت نادرست ہی مگر ممکن ہی کہ وہ
یہہ کہین کہ مراد ہماری حصر جنت سے تنعم بدنی نہین ہی بلکہ یہہ ہی کہ جنت ناقصین کے اس
تعلق بدن متنعم مین منحصر ہی مگر یہہ قول درحقیقت محتاج غور و فکر ہی دوسرے
اسپر یہہ جواب بھی اعتراض مذکور کا ممکن ہی کہ جسمیت اعلی مین داخل ہوکے
جنت ناقص مین آنا خلاف شان ان حضرات کے ہی تو یہہ ضرور ہی کہ قبل دخول جنت
اعلی کے یہہ تناسخ فورا واقع ہو مگر اسکی نسبت بھی یہہ بحث ممکن ہی جانب اہل
تناسخ کے کہ جنت اعلی مین بھی چونکہ مختلف درجات ہین تو ممکن ہی کہ ایک دفعے
تعلق بدن کی وجہ سے ایک درجہ تو حاصل کرین اور ایک مدت تک اسمین رہکے
پھر بذریعہ تناسخ اس جنت ادنی مین جو تعلق بدن متنعم ہی اگر بذریعہ اعمال صالحہ بلکہ
تکمیل کے ذریعہ سے استحقاق اور درجہ اعلی کا حاصل کرین مگر اس بحث بھی مقالات
اہل تناسخ سے تائید صریح پائے نہین جاتی ہی تو اب یہہ لائق غور ہی کہ یہہ بحث اونکی
طرف سے ممکن ہی یا نہین ہی تیسرا جواب اعتراض مذکور کا یہہ ممکن ہی کہ التزام اسکا
ممکن نہین ہی کہ انبیا اور ائمہ کو ہمیشہ متنعم ضروری ہی کیونکہ یہہ صریح خلاف واقع ہی
تو اسوجہ سے تو دلیل ضرور تمام ہو جاتی ہی مگر اسکی نسبت بھی یہہ بحث ممکن ہی کہ ممکن
ہی کہ اہل تناسخ یہہ کہین کہ درصورت تناسخ متنعم ضرور ہی اور جو ہم واقع مین کبھی متنعم
صلحا و ائمہ و انبیا کے لیے مشاہدہ نہین کرتے ہین وہ صورت خلقت ابتدائی کی
ہوتی ہی نہ صورت تناسخ کی تیسرا اعتراض دلیل مذکور کی نسبت یہہ بھی ممکن ہی کہ
اگر بالفرض تناسخ ایسی حضرات کا ابدان فاسقین متنعمین مین ممکن ہوتا ہم اول تو اس
وجہ سے کہ ممکن ہی کہ وہ ان ابدان کی تاثیرات پر اگر تاثیر ابدان بمقابلہ تاثیر نفوس
مسلم بھی ہو غالب آکر اور زیادہ مظہر کمالات ہوکر زیادہ تر مراتب اعلے سعادت
کے حاصل کرین پس رجوع کرنا سعادت سے شقاوت کیطرف نہ لازم آئیگا مگر اس

صورت مین منحصر ہو جاوی اور چونکہ یہہ دوسری اس وجہ سی یہہ دلیل صحیح نہین ہی کہ بالفرض
اگر اس صورت مین تاثیر بدن خاص یا کوئی تاثیر خارجی اسکا باعث ہو کہ اس شخص سے اعمال
ناقص صادر ہوں تو نتیجہ تو مین یا شقاوت کا معاذ اللہ عاید ہوگا وہ خود نتیجہ انکی
افعال کا ہوگا اور اہل تناسخ اسکا التزام کرسکتی ہین کہ جو نتیجہ ایسی صورت فرض
مین لازم آیا ہو اسمین کوئی مضایقہ نہین ہی مگر یہہ تقریر اس اعتراض کے بھی لائق
نہین تیسری دلیل یہہ ہی کہ تعلق روح کا بدن سے ہر چند مقارن آسودگی
کے نہین ہوتا ہم بعض آلام سی خالی نہین ہوتا مثل بھوک اور مرض وغیرہ اور امثال
اسکے پس بہ نسبت انبیا علیہم السلام اور ائمہ اولیا کی لازم آئیگی جو ظلم صریح ہی اور بطریق تعلق
روح کا بدن سی ہر چند مقارن تالم سی ہو خالی ایک قسم کی راحت سی نہین ہوتا اگر بعض
صورتین صورت تنعم فراعنہ وجبابرہ کے حق مین لازم آئیگی مگر یہہ دلیل درحقیقت صحیح
نہین ہی اس وجہ سی کہ یہہ صریح مخالف اعتقاد اسلام اکثر متکلمین تناسخ کے ہی اور اگر
یہہ دلیل صحیح ہو تو اس سی ابطال معاد جسمانی کا بھی ممکن ہوگا حالانکہ متکلم اہل مذاہب
متعلقہ معاد جسمانی کے حقیت کا اعتقاد رکھتی ہین اور یہہ عقیدہ عمدہ عقاید صحیحہ سے ہی اس سبب سے کہ
معاد جسمانی مین تعلق روح کا بدن سی ہوتا ہی اور انمین بھی ایک قسم کا تنعم یا تالم لازم ہی مگر کہ یہہ
کہا جاوی کہ بحالت تعلق اخروی تنعم یا تالم کا ہونا ضرور نہین ہی مگر فرق دونو حالتون مین صرف ذات
اور لوازم ذات مین بطریق تحکم ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ وجود بھوک اور خواہش کا بحالت معاد جسمانی
اس وجہ سی تسلیم کرنا ضرور ہی کہ بدون انکے لذت نعماکی درحقیقت حاصل نہین ہوسکتی ہی اور
یہہ نسبت تالم جزوی معاد ہی اور جو لذت علوم و ادراکات کی اور علی الخصوص لذت حیات
کی ہر وقت بحالت حیات درصورت عذاب ممکن ہی وہ ضرور نسبت تنعم جزوی معاد ہی علاوہ
ازین اگر یہہ دلیل صحیح ہو تو خلقت انبیا وائمہ مین بحالت حیات دنیاوی جو ایک تالم ہوتا ہی
وہ تعذیب اور خلقت فراعنہ وجبابرہ مین جو انکی لیئے تنعم ہوتا ہی وہ انکے حق مین

تنعم متصور ہو ایسی خواہش بھی جائز نہیں ہوگی اور کمال محبت کا مقتضا ہی یہ ہے کہ اس دلیل کو
صاحب تحفہ نے ذکر کیا ہے جیسے کہ عالم رتبہ متکلم ہیں دوسرے اسوجہ سے کہ صورت
اول میں تعذیب مطیعین کی اسوجہ سے لازم نہیں آتی ہے کہ بمقابلہ تنعم و لطف حیات کے
وہ آلام درحقیقت لایق التفات نہیں ہو سکتی ہیں اور نہ وہ حد تعذیب تک پہونچی
ہیں اسیوجہ سے ایسی مصیبتون کو باوجود آلام نہ وہ خود نہ دیگر شخص کبھی حالت عذاب
مین خیال کرتے ہیں تیسرے یہ کہ جب اصل غرض تکمیل نفس ہے تو ایسے مطلب اہم
کے لیے ایسے جزوی آلام و مصائب کا ہونا جو لوازم دار تکلیف ہیں بہر حال
جائز اور درست ہے چوتھے یہ کہ صورت ثانی میں [illegible] راحت
بمقابلہ تکالیف و مصائب کے درحقیقت لائق التفات نہیں ہوتی ہے اور اسیوجہ
سے ہر شخص جو دیکھتا ہے وہ مبتلای بلایا و عذاب و مصائب تسلیم کرتا ہے نہ بیش رحمت
بالضرورت حد تنعم تک نہیں پہونچتی ہے پس صورت تنعم و ایضا وجاہت کی کسیطرح
لازم نہیں آئیگی علاوہ ازین جبکہ حالت حیات سابقہ مین اونسی ضرور کسیقدر
امور خیر کا بھی صدور لائق تسلیم ہے اور کچھ تکالیف انکو لائق معاوضہ پہونچا دی
ممکن ہے تو حاصل ہونا ایسی راحت کا بعوض اون اعمال خیر کے اور بعوض ان آلام
کے انکے حق مین ضرور مقتضای کمال عدل متصور ہے اور علاوہ ازین جبکہ اصل مقصد
تکمیل نفس کے لیے توسع کامل دنیا با اتمام حجت ہے تو اسکی ضمن مین اگر ایسی راحت ضرور جزوی
انکو پہونچائیگی تو یہ امر زیادہ تر موجب اتمام حجت بھی تسلیم ہو سکتا ہے جب یہہ امر
من العموم آیات و احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ اسی غرض سے کفار کو مہلت دیجاتی ہے
کہ انکو اکثر نعماے دنیا کا توسع بھی عطا ہوتا ہے چوتھی دلیل یہ ہے کہ اگر ابدان
غیر متناہی ہون تو قدم نوع انسان کا لازم آئیگا بلکہ ہر زمانہ میں کم ہونا ابدان انسانیہ کا
بنسبت اوس زمانہ کے جو سابق اوس سے ہوگا محال ہوگا اور اگر ابدان کسی حد تک منتہی

چوتھی دلیل

ہوں تو لازم آئیگا خلو کائنات کا مجازات سے درصورت انقطاع لاحق یعنی مابعد کے
اور خلو جزا کا تکلیف سے درصورت انقطاع سابق کے اور دونو امر لازم آئینگے درصورت
دونون انقطاعون سابق و لاحق کے مگر اس دلیل پر اول یہہ اعتراض صحیح وارد
ہوتا ہے کہ اہل تناسخ بظاہر قدم نوع انسانی کے قائل ہین اور وہ اسکو تسلیم کر لینگے
اور کوئی دلیل قوی اسکے بطلان پر مذکور نہین ہوئی مگر یہہ اعتراض درحقیقت درست
نہین ہے کیونکہ قدم نوع انسانی کا فی الواقع باطل ہے اور اپنی مقام پر بخوبی ثابت کیا گیا ہے
کہ ہر ممکن حادث ہے پس نوع انسانی جو ممکن ہے وہ حادث ہے اور قدیم نہین ہے پس تناہی
ابدان انسان کی ضرور واجب التسلیم ہے دوسرا اعتراض اس دلیل کی نسبت یہہ ہے
کہ جب خود ضروری ہونا تناسخ کا واجب نہین ہے جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا تو کم ہونا
ابدان عصر مابعد کا بمقابلہ سابق کے ضرور ممکن ہے تیسرا اعتراض اس دلیل کی نسبت یہہ ممکن ہے
کہ انقطاع سابق کی صورت مین وہ یہہ تسلیم کرینگے کہ اول امر مین جو کچھ ظہور مین آیا وہ خاص
بغرض تکمیل اور بنظر استعدادات خاصہ ابدان یا نفوس کے از راہ فیض ظہور مین آیا اور
کوئی امر درحقیقت بطور جزا کے وقوع مین نہین آیا ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ کوئی اعمال
سابقہ موجود نہ تھی تو جزا کسکی دیجاتی پس خلو جزا کا تکلیف سے جو لازم آیا ہے اسمین کوئی
مضائقہ نہین ہے اور اگر یہہ کہا جائیگا کہ اس صورت مین فرق حالت ابتدائی اور حال
مابعد مین لازم آتا ہے اور ایک صورت مین وہی امور بطور اتفاقی ہوگئے ہین تو دوسری
صورت مین وہی امور بطور جزا کیونکر ہوسکتی ہین اول تو یہہ جواب اسکا ممکن ہوگا کہ حالات
خلق ابتدائی اور حالات خلق مابعد مین اکثر فرق ہوتا ہے مثلاً اول خلق انسانی عناصر سے
ہوئی تھی اور توالد و تناسل کے ذریعہ سے نہین ہوئی تھی مگر بعد ازان خلقت انسانی کا
سلسلہ توالد و تناسل پر منحصر ہوا اور یہہ بھی اکثر ہوتا ہے کہ کچھ امور ایک وقت مین بطور
جزا ہوتے ہین مگر وہی امور دوسری حالت مین بطور جزا نہین ہوتے مثلاً بہت سے

آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض اعمال کی وجہ سے آدمی کو برکات دنیا حاصل
ہوتے ہیں اور بعض اعمال کی وجہ سے مصیبت اور فقر اور بلا میں آدمی مبتلا ہوتا ہے اور
باایں ہمہ یہ بھی واجب التسلیم ہے کہ عموماً برکات دنیا بتاثیرات فیوض ایزدی اور اسیطرح
مصائب و بلایا بمقتضای تاثیرات حکیمانہ قدرتی ظہور میں آتے ہیں اور یہہ ظاہر ہے کہ صورت
اول میں جو اسو پیش آتے ہیں بطور جزاے اعمال ہیں اور صورت ثانی میں بطور جزای
اعمال نہیں ہیں پس ایسی فرق کے ہونے میں استبعاد بیجا ہے اور صاحب تحفہ نے خود
جواب اعتراض مذکور کا یوں دیا ہے کہ اگر اہل تناسخ کہینگے کہ ابتدائی تنعم و تالم اتفاقی تھا
نہ بطور جزا کے تو ہم کہینگے کہ اس صورت میں حق میں طبقات متاخرہ کے ظلم ہوگا کہ
ابتدائی نعم سے محروم رہین ہین اور حق مین طبقات اولی کے بھی ظلم ہوگا جبکہ بلا گناہ
بتلای آلام ہوی ہین مگر یہہ جواب محض بلا غور دیا گیا ہے کیونکہ اول تو یہہ خیال نہین
کیا گیا کہ بموجب خیالات اصحاب تناسخ کے طبقات متاخرہ اور طبقات اولی مین
سب وہی نفوس ہین جو وقتاً فوقتاً ابدان مین منتقل ہوتے رہتی ہین پس وہ تنعم
ابتدائی سے ضرور کامیاب ہوتے ہین اور اس سے محروم نہین رہتے دوسرے
یہہ کہ وہ آلام جو ابتداء طبقات اولی مین پہونچی گویا بلا صدور گناہ پہونچی تھے مگر اسی
وجہ سے ظلم لازم نہین آتا جبکہ عوض بطور جزا طبقات مابعد دیدیا جاتا ہے اور مثال
صحیح اسکی یہ ہے کہ خود اصول مسلم مبطلین تناسخ کے بموجب جو الام و مشقتین حالت
تکلیف مین پیش آتے ہین وہ خاص اسوجہ سے ظلم متصور نہین ہین کہ انکی آیندہ جزا
دیجاتی ہے چوتھا اعتراض اس دلیل نسبت یہ ہے کہ انقطاع لاحق کیصورت مین خلو
تکلیف کا جزا سی اسوجہ سے لازم نہین آتا ہے کہ اس صورت مین ممکن ہے کہ جزا اسعاد
مین دیجاوی اور اس اعتراض کیطرف خود صاحب تحفہ نے بھی توجہ کی ہے مگر
اسکے جواب مین یہہ کہا ہے کہ اس صورت مین ہم کہین گی کہ جزای اعمال سابقہ اعمال

[illegible] تو جزای اعمال واقعہ بدن اخیر کیونکر ابدی اور دائمی ہو گی اگر اول مقتضای عدل ہی تو ثانی ظلم ہوگا اور اگر ثانی مقتضای کمال ہو تو اول جزاے ناقص اور ناکافی قرار پائیگی مگر اہل تناسخ اسکی نسبت یہ گفتگو کرتے ہین کہ اول بھی نہایت مقتضای عدل ہوگا اور اول ابدان سابقہ کے ابدان لاحقہ مین [illegible] جزوی جزا دینا مقصود تھا اور اسیوجہ سی وہ جزا جو بدن آخر کے ساتھ مختص ہو گئی ضرور کامل اور کافی جزا تھی اور ثانی بھی کمال مقتضی عدل ہو جبکہ وہ جزای کلی ہو اور بقایای جزاہای اعمال ابدان سابقہ اور نیز جزاے کلی تمامی اعمال بدن اخیر [illegible] اور جبکہ بعد امتحان کامل اور بعد اتمام کامل حجت کے دائمی اور ابدی طور پر دی گئی ہو تو اسکے مقتضای کمال عدل ہونمین کوئی مقام شبہ کا نہین ہوسکتا ہی یہانتک تو دلائل وہ مذکور ہوے ہین جو صاحب تحفہ نے قائم کیے ہین اور انکے ساتھ وہ بحثین ضروری بھی مذکور ہوئی ہین جو انکے متعلق تھین اور یہ ظاہر ہے کہ ان دلائل مین بہت کم قوت ہی اور علاوہ ازین اب مین اون دلائل کو بیان کرنا ضرور جانتا ہون جو [illegible] نے [illegible] یہ مین بطور دلائل خاصہ ذکر کیے ہین اور انمین سے

اول دلیل یہ ہی کہ نفس انسانی مجرد ہے مادہ سے اگرچہ بدن سے تعلق تدبیر و تصرف [illegible] اگر بعد مفارقت بدن اور قطع تعلق بدن کے نفس حیوانی ہو جای یعنی کسی حیوان سی متعلق ہو جائے تو لازم آئیگا کہ ہو جای وہ مادی غیر مجرد بعد فساد بدن کے اور ہو جانا جوہر مجرد کا مادی بسبب فساد بدن کے محال ہی اور یہ ظاہر ہی کہ یہہ دلیل [illegible] قول مشہور [illegible] کی تمام ہے مگر اس کی نسبت اول تو یہ بحث ممکن ہی کہ اول تو نفس ناطقہ انسانی کا مجرد ہونا لائق تسلیم نہین ہی اور کوئی دلیل قطعی اس باب مین موجود [illegible] دوسرے یہ کہ نفس حیوانی کا مادی ہونا بھی واجب التسلیم نہین ہی کیونکہ اسی کتاب مین انہین بعض معاصرین نے ایک قول شیخ الرئیس کا نقل کیا ہی جس سی یہہ

اول دلیل

مفہوم ہوتا ہی کہ شیخ نے خود یہ خیال کیا ہو کہ وجوہ اسکے ہین کہ یہ تسلیم کیا جاے
کہ نفس حیوانی بہی ایک جوہر غیر مادی ہی اور علاوہ ازین اکثر متاخرین نے
تصریح اسکی کی ہی کہ سواے مجرد کے کوئی مدرک نہین ہوسکتا ہی پس اون
لوگون کے قول کے بموجب تو نفس حیوانی کا بہی مجرد ہونا ضرور ہی دوسری

دوسری دلیل

دلیل یہ ہی کہ حیوان صامت کے لیے نفس مجرد نہین ہی بلکہ نفس منطبعہ ہی پس محال ہی
کہ منتقل ہو ایک بدن سی طرف دوسرے بدن کے کیونکہ وہ اشیا جو منطبع سی
ہی اور جو شی کسی سی منطبع ہوتی ہی وہ منتقل نہین ہوتی ہی اُس سے طرف دوسرے
شی کے مگر یہہ دلیل بہی بموجب قول مشہور کے تمام ہے جو دریاب مادی اور
منطبع ہونے نفوس حیوانیہ کے ہی مگر بموجب دیگر اقوال مذکورہ بالا اور نیز بموجب
اُس تحقیق کے جو حواشی منہج الاصول مین درج ہی اور جس کے بموجب نفس
حیوانی گو مادی ہی مگر از قسم منطبعات ہی نہین ہی بلکہ ایک قسم کا جسم لطیف ہے
جو ساری ہی تمامی بدن حیوانی مین یہہ دلیل تمام نہین ہوتی ہی کیونکہ یہہ اعتراض
اُسکی نسبت ممکن ہی کہ ہم تسلیم نہین کرتے کہ نفوس حیوانی مادی اور نفوس منطبعہ مین

مسلک سوم بیان مین اون دلائل کے جو راقم رسالہ ہذا کے نتائج افکار قاصرہ
سے ہین اور جسمین ضرور ایک حد تک فائدہ توسیع نظر کی امید ہی گو انکی قوت زیادہ
تر لائق تسلیم بہی نہو اور انہین سے اول دلیل ہی کہ تعلق نفس کا بدن سی یہہ ظاہر ہی
کہ بغرض تکمیل نفس کے ہی پس اگر بدن اول تکمیل کے لیے کافی نہو تو تعلق اُس سی عبث

دلیل اول

ہوگا اور اگر وہ کافی ہو تو پہر بدن آخر سے تعلق عبث ہوگا اور اس دلیل کے
نسبت اول یہہ اعتراض ممکن ہی کہ ممکن ہی کہ ہر بدن مین جزوی تکمیل ضرور اور مقصود
ہو مگر جواب اسکا یہہ ظاہر ہی کہ بنظر کمال قدرت اللہ تعالی کے جب ایک بدن مین
تکمیل کلی ممکن ہی تو تکمیل جزوی ضرور عبث ہی دوسرا اعتراض یہہ ہی اس دلیل کی نسبت

چوتھی دلیل

ہوسکتا ہی پس تعلق ابدان متعددہ بہی تعلق صحیح یا عبث ہی مگر اسکی نسبت بہی یہہ
اعتراض ثانی ہی کہ تسلیم نہین ہی کہ ایک بدن تکمیل نفس کے لیے کافی ہوسکتا ہی مگر اسکا
جواب یہہ ہی کہ بنظر کمال قدرت صانع حکیم یہہ امر ضرور واجب التسلیم ہی کہ ایک بدن
واسطے تکمیل نفس کے کافی ہوسکتا ہی اور اگر ایسا نہو تو پہر بہی تناسخ متعدد ابدان
کی صورت مین بہی آخر تکمیل ممکن نہو کیونکہ درحقیقت تناسخ کا ہونا بہی بنا بر متعدد ہوگا مگر
یہہ مقام درحقیقت لائق غور ہی چوتھی دلیل یہہ ہی کہ ہر بدن کے لیے جداگانہ نفس کا
عطا ہونا جبکہ موجب کمال اظہار قدرت و کمال فیض متصور ہو کہ بمقابلہ اسکی کہ متعدد
ابدان کو ایک نفس بہی عطا ہو ضرور راجح ہی تو بوجہ استحالہ ترجیح مرجوح کے حکم سے
ہر بدن کو جداگانہ نفس عطا ہونا ضرور ہی مگر اس کی نسبت بہی یہہ اعتراض ممکن ہے
کہ ممکن ہی کہ بغرض تکمیل النفس کے ضرورت تعلق نفس کے ابدان متعددہ ہی ہو اور بوجہ
سی یہہ امر راجح ہو مگر بوجہ کمال قدرت صانع کے یہہ ضرور واجب التسلیم ہی کہ
اسکی درحقیقت کوئی ضرورت نہین ہی پانچوین دلیل یہہ ہی کہ نفس مین جو لیاقت
کمال کی ہی اُسکے لیے کافی بدن واسطے تحصیل کے اسکو نہ عطا ہونا اُس نفس کے
حق مین ایک فساد متصور ہی جسکا وقوع حکیم سے ممکن نہین ہی پس مناسب کمال اوسکو
بدن ملنا ضرور ہی اور جب وہ ملچکا تو اگر دوسرا بدن باعث کمال ہو باوجود اسکی کہ
کمال حاصل ہوچکا ہو تو تحصیل حاصل لازم آئیگی اور اگر باوجود عطای بدن اول
کے جو کافی ہو اُسکی کمال کے لیے کمال اُسکو حاصل ہو تو وہ بدن تحصیل کمال کے
لئی کافی نہوگا حالانکہ وہ تحصیل کمال کے لیے کافی فرض کیا گیا تہا پس یہہ خلاف مفروض
لازم آئیگا اور اگر بدن ثانی باعث کمال نہو تو اُسکا عطا ہونا نفس کو یا آنکہ عبث یا
فساد حق مین نفس کے لیے متصور ہوگا اور اسکا وقوع قول حکیم سے محال ہی اور اسکی نسبت
اول تو یہہ بحث ممکن ہی کہ جائز نہی کہ ایسا بدن جو تنہا تحصیل کمال کے لیے کافی ہونا ممکن ہو

پانچوین دلیل

مگر اسکا جواب یہی ہے کہ بنظر کمال قدرت صانع ایسی بدن کا ممکن ہونا ضرور واجب التسلیم ہے
اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ حقیقت الامر ایسا ہی ہے کہ بعض ابدان ایسی ضرور مخلوق ہوئے
ہین کہ ضرور تکمیل کے لیے کافی تھے مثل بدن آنحضرت اور ائمہ ہدا اور انبیا علیہم السلام کے
پس یہ کہنا کہ ایسا بدن ممکن نہین ہے کسی طرح ممکن نہین ہے دوسری یہ بحث بھی اس
دلیل کی نسبت ممکن ہے کہ یہہ بھی ممکن ہے کہ بدن کافی تکمیل کے لیے عطا ہو مگر وہ درحقیقت
کافی نہو یا اگر بوجہ سوء تصرف نفس کے یا اسباب خارجیہ کے وجہ سے کافی نہو مگر جواب
اسکا یہ ہے کہ بنظر کمال علم صانع کے یہہ ممکن نہین کہ جسکو وہ کافی تصور کرے وہ کافی
نہو اور اگر بوجہ سوء تصرف نفس کے وہ کافی نہو یا بسبب اسباب خارجیہ کے تو اس
صورت مین ضرور دوسرا بدن واسطے تکمیل کے عطا ہونا عبث ہوگا کیونکہ کسی نہ کسی وجہ
سے عدم تکمیل کا احتمال قائم ہو کر تکمیل آئندہ بھی مسدود و مشتبہ ہوگی اور اگر یہہ کہا جائیگا کہ
کچھ ضرور نہین ہے کہ بطور نتیجہ عطای بدن کے جب تکمیل کا حصول یقینی ہے جب ہی بدن
عطا کیا جاے کیونکہ یہہ تو سب کا مسلم الثبوت ہے کہ بہت سے ابدان عطا ہوتے ہین
مگر انمین تکمیل نفس کی ممکن نہین ہوتی پس جب خلقت ابتدائی مین یہہ امر جائز ہوا تو ممکن
ہے کہ خلقت مکرر مین بھی یہہ امر جائز ہو تو ہم کہینگے کہ ایکدفعہ بدن کافی تکمیل کے لیے جب
عطا ہو چکا تو با وجہ سوء تصرف یا اہمال کے جب تکمیل نہین ہوئی تو حجت تمام
ہو گئی تو عطاے اولی اور خلقت اولی مین عطای بدن عبث نہین تھا جبکہ علاوہ اظہار
کمال قدرت اور فیض کے اتمام حجت کا نتیجہ پیدا ہوا ہے مگر اب مکرر عطا ہونا بدن کا
صریح عبث ہوگا لیکن یہہ مقام ضرور لائق غور ہے چھٹی دلیل یہ ہے کہ جب مخبر صادق
کی خبر سے یہ معلوم ہوا ہے اور قران شریف بھی اسکا مصدق ہے کہ ہر شخص قیامت مین
نتیجہ اپنی ہر نیکی و بدی کا دیکھیگا کیونکہ فرماتا ہے فَمَن یَعمَل مِثقَالَ ذَرَّةٍ خَیرًا یَرَهٗ وَ
مَن یَعمَل مِثقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَرَهٗ یعنی جو ایک ذرہ بھر بدی کریگا اسکو دیکھیگا اور

چھٹی دلیل

یہہ بہی تصحیح الکلام مخبر صادق مین ہی کہ وہ اپنی شقی یا بدی کے نتیجہ کو اوس بدن مین معاینہ کریگا جسمین وہ امور صادر ہوے تہے تو اگر ایک نفس کے لیئے مختلف ابدان بطور تناسخ عطا ہون تو ضرور ہوگا کہ وہ نفس اون سب ابدان مین محشور ہوا ور نفس واحد کے لیے ایک ہی وقت مین ابدان مختلفہ ہون اور یہہ بدیہی البطلان ہی

حکایت لطیف

**حکایت لطیف** راقم رسالہ کے بزرگون مین سے میر محمد علی صاحب مرحوم جو نابینا تہے مگر کمال ذکی اور قوی الحافظہ تہے اور عالم نابینائی مین اکثر کتب اور علوم کی انہون نے تحصیل ضروری کی تہی اور ایک حد تک درس بہی دیتے تہے اور اکثر عمدہ مسائل علمی بہی انکو مستحضر تہے اور قوت مناظرہ بہی انکو اچہی حاصل تہی اور جب راقم رسالہ اسوقت مین لکہنو سے اپنے وطن کو واپس گیا تہا کہ اسکا سن غالباً گیارہ یا بارہ سال کا تہا اور اسکی تحصیل غالباً قطبی سی زیادہ نہ تہی اور اسوقت تک اس نے دلائل ابطال تناسخ کو کسی کتاب مین دیکہا یا پڑہا نہین تہا تو میر صاحب موصوف نی اکثر مناظرات مختلف مسائل علمی مین راقم رسالہ سی کئی اور راقم رسالہ نے ایسے جوابات شافی دیے کہ میر صاحب موصوف اور اکثر اصحاب علم جو حاضر صحبت ہوتے تہے نہایت مسرور ہوے تہے اور منجملہ انہین مناظرات کے ایک مناظرہ مین میر صاحب موصوف نے یہہ سوال بہی کیا تہا کہ کیا دلیل ابطال تناسخ کے باب مین ممکن ہے تو اسوقت گو راقم رسالہ کو ضرور بوجہ عدم واقفیت دلائل ابطال تناسخ کے ایک موقع وقت کا پیش آیا تہا مگر بفضلہ تعالی اسیوقت بلا غور و فکر زائد فوراً غالباً چند دلائل راقم رسالہ نے بیان کیے تہے جسمین سے ایک یہ دلیل بہی تہی جنکو سب نے نہایت پسند کیا تہا مگر اسکی نسبت یہ بحث ممکن ہی کہ مراد آیت قرانی مین یہی ہے کہ جن اعمال کی جزا مکافات دنیا مین نہو جائیگی یا جو بوجہ توبہ یا بوجہ اعمال صالحہ ساقط نہو جائینگی یا بوجہ اعمال قبیحہ جو ضبط نہو جائینگے اوسکا نتیجہ قیامت مین آدمی معاینہ کریگا اور وجود

تناسخ ممکن ہو کہ نتائج اعمال ابدان سابقہ کے سبب ابدان لاحقہ میں دو بارہ پیدا شد
کرے اور صرف نتائج اعمال بدن اخیر کے لیے قیامت میں اسکو موقع مجازات کا عطا ہو
اور اس صورت میں صرف بدن اخیر میں محشور ہونا اوسکا ضرور ہوگا مگر اسکا جواب
یون ممکن ہو کہ بعض اعمال ایسی ہین کہ وہ ضرور باعث ثواب دائمی یا عقاب دائمی
ہین اور یہ ممکن نہین ہو کہ ایسی اعمال کبھی ابدان سابقہ مین وقوع مین نہین
آئین بموجب قول اہل تناسخ کی علی العموم وقوع تناسخ کا گمان کیا جائے تو یہ ممکن
نہین کہ یہ کہا جای کہ ابدان سابقہ مین ایسے اعمال کا وقوع کبھی نہین ہو سکتا ہو
تو در صورت وقوع ایسے اعمال کے ضرور ہوگا کہ اون مختلف ابدان مین حشر ہو اور
علاوہ ازین اہل تناسخ کو ضرور ہو کہ اسکے قائل ہون در صورت تسلیم معاد کے کہ ابدان
سابقہ کے نتائج کے بھی جزا جزوی ابدان لاحقہ مین ہوتی ہو اور باقی جزا اسکے کلی
کل اعمال کی معاد پر بھی ہو ورنہ کوئی وجہ اسکی نہوگی کہ جزا ابدان سابقہ تو
منقطع اور نہایت قلیل مدت مین ہو اور صرف جزا بدن اخیر دائمی ہو مگر یہ
بحث زیادہ غور کی محتاج ہو دوسرا اعتراض اس دلیل کی نسبت یہ بھی ممکن ہو
کہ یہ دلیل اوسی صورت مین تمام ہوتی ہو جبکہ بر وقت معاد کے جسم سابق کا اعادہ
ضرور ہو لیکن اگر اعادہ یا خلق ایک بدن مماثل کا کافی ہو تو پھر کوئی محذور لازم نہ آئیگا
کیونکہ ایک ہی بدن مماثل بعوض کل ابدان کے کافی ہوگا مگر جواب اسکا یہ ہو سکتا ہو
کہ قول اعادہ بدن اصلی کا بظاہر زیادہ قوی ہو پس اسکی بموجب دلیل کا تمام ہونا کافی ہو
علاوہ ازین ایک بدن مماثل ابدان مختلفہ بھی ہو نہین سکتا ہو مگر یہ امر جای نظر ہے
تیسرا اعتراض یہ ہو کہ ایک بدن مین منجملہ ابدان مختلفہ کے معاد ہونا واسطے ثبوت
معاد جسمانی کے کافی ہے اور چونکہ ابدان مختلفہ سے نفس ایک وقت مین متعلق نہین
ہو سکتا ہو اسوجہ سے ممکن ہو کہ اہل تناسخ یہ کہین کہ منجملہ اونہین ابدان کے صرف

[illegible] اس جگہ ممکن ہو کہ [illegible] خاص بدن [illegible] اعمال [illegible] ۱۲ منہ عفی عنہ

اس بحث کے طرف اشارہ ہے کہ ممکن ہو کہ اور ادنیٰ مماثلت کافی ہو مگر یہ ظاہر ہے کہ جو امتیاز مقصود ہے وہ اس طرح حاصل نہین ہو سکتا ہی ۱۲ منہ عفی عنہ

ایک بدن کی بالخصوص ابدان اخیرہ مین بوجہ ضرورت مساوی ہوگی اور اسمین بسبب تناسخ
آدمی ... داشت کرلیگا تو کوئی ضرورت سببا ابدان کی تخصیص ہونیکی لائق نسبت ... نہین ہے
کا ... جواب یہ ہے ممکن ہے کہ منجملہ ابدان متناقضہ کے ایک بدن جسمین ... صحیح بلا حرج
ہو اور اگر بدن اخیر نائب مناب جملہ ابدان سابقہ ہو مگر عین اعمال کے نتائج کے ...
کی ضرورت مشترک مین ہو جب انکو خصوصیت بعض خاص خاص بدنون سے ہو تو اب
یہ ممکن نہین ہے کہ بعض اعمال کے سائنہ کے نتائج کے لیے تو اونکا بدن اخیرہ خاصہ کے
ضرور تسلیم کیا جائے اور دوسرے اعمال کے نتائج کے سائنہ کے لیے اونکے بدن انکا
مخصوص ہونا ضرور نہو مگر یہ مقام بھی لائق غور ہے ساتوین دلیل یہ ہے کہ نفس انسانی
درحقیقت بموجب ہماری تحقیقات مندرجہ رسالہ منہج الوصول کے جسمانی ہے اور
بلاحظہ نظام خلقت ابدان اور نفوس انسانی یہہ امر ضرور واجب التسلیم ہے کہ نفس
ہر بدن کا بطور نتیجہ اخیرہ ضروری اون تاثیرات قدرت کے جو بغرض احداث
بدن مذکور ہوتے ہین خاص اوسی بدن سے اور خاص اوسی بدن کے اجزا سے
بالضرور پیدا ہوتا ہے پس ہر بدن سے بروقت اوسکے حدوث کے ایک نفس کا
حادث ہونا بطور نتیجہ اخیرہ ضروری کے ضرور ہوا اور اس صورت مین اگر کسیطرح
متعلق ہو اوس سے ایک اور نفس سابق تو لازم آئیگا کہ ہون ایک بدن کی لیے
دو نفسین اور یہ صریح باطل ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہہ وہی دلیل اول قدما کی ہے
درباب ابطال تناسخ کے ساتھہ کسیقدر تغیر قلیل کے لیکن اس دلیل پر وہ اعتراض
وارد نہین ہوتے جو دلیل قدما کی نسبت مذکور ہوئے ہین مگر اس دلیل کی نسبت
اول یہہ اعتراض ممکن ہی کہ ممکن ہے کہ صانع حکیم دوبارہ اونہین اجزا کو جمع کرکے
اور اونپر پھر وہی تاثیرات بغرض احداث بدن کے کرکے بطور نتیجہ اخیرہ ضروری
تاثیرات مذکورہ کے اوس نفس کو پھر پیدا کرے اور یہہ دوبارہ پیدا ہونا نفس کا

سے پیشتر بدن کے ضرور تناسخ متصور ہوتا لیکن جواب اسکا یہہ ظاہر ہی کہ اہل تناسخ
درحقیقت اسکے قائل نہین ہین کہ وہ نفس اپنے بدن سابق کے ساتھ ہی پیدا کیا
جاتا ہی بلکہ انکا قول یہہ ہی کہ ایک بدن جدید درحقیقت نفس سابق متعلق کیا جاتا
پس مقابلہ اہل تناسخ کے یہہ دلیل ضرور تمام ہی یا انکا انکی جانب سے یہہ جواب ممکن
نہین ہی دوسرا اعتراض اس دلیل کی نسبت یہہ ہو سکتا ہی کہ ممکن ہی کہ نفس
سابق اور نفس حادث ملکر ایک نفس ہو جاوین بدن لاحق کے لیے پس اجتماع
دو نفسون کا بدن واحد مین لازم نہ آئیگا مگر اسکا جواب یہہ ہی کہ اس صورت مین
درحقیقت بدن لاحق سے درحقیقت ایک نفس متعلق ہوگی جو مرکب ہوگی اجزائے
نفس سابق و اجزائے نفس حادث سے اور مرکب غیر ہوتا اپنے اجزا کا پس اس
صورت مین بھی بدن سے ایک ایسی نفس متعلق ہوئی ہی جو غیر نفس سابق ہی اور
اس صورت مین تناسخ لازم نہین آیا ہی علاوہ ازین بظاہر نفس انسان کا مادہ درحقیقت
ایسا ہی کہ ممکن نہین ہی کہ نفس سابق و حال مین ترکیب واقع ہوئی اور اسیوجہ
سے یہہ قوام بعد فساد بدن کے بالاتفاق باقی رہتی ہی اور فساد اوسکو عارض
نہین ہوتا ہی تیسرا اعتراض یہہ ہی کہ جو کیفیت حدوث نفس انسانی کی دلیل مین
مذکور ہی وہ منتج ہی کیونکہ کسی نے اسطرح کیفیت حدوث نفس انسانی کی تصریح
نہین کی ہی اور کتب حکما مین یہہ مذکور ہی کہ نفس بدن سی بروقت حدوث متعلق ہو
جاتی ہی اور قرآن مین اسکی نسبت یہہ مذکور ہی کہ بعد حدوث بدن کے روح
اسمین نفخ کے ذریعہ سی ظاہرا داخل کیجاتی ہی تو برخلاف اسکے یہہ کیفیت حدوث
نفس انسانی کے کیونکر لائق تسلیم ہو سکتی مگر اسکا جواب یہہ ہو سکتا ہی کہ جو شخص
کیفیت حدوث ابدان اور نفوس کیطرف رجوع کرے وہ بالضرور یقین کریگا کہ نفس
انسانی اوسیطرح حادث ہوتی ہی جسطرح دلیل مین مذکور ہی اور بظاہر اوسی

حدوث سی جو بتاثیرات قدرت ہوتا ہی بعنوان تعلق نفس و بعنوان نفخ روح
تعبیر کیجاتی ہی اور عجب کیفیت نفخ کی زیادہ تصریح کے ساتھہ مذکور نہین ہی
تو عبارت ہونا نفخ کا اس حدوث سی مستبعد نہین ہی مگر اس کلام مین حقیقت
جانے غیر معتبر آٹھوین دلیل یہ ہی کہ جو لوگ اسکے قائل ہین کہ تناسخ بغرض
جزاے اعمال بدن سابق کے ہوتا ہی انکا قول اسوجہ سی بہی باطل ہی کہ جبکہ
کوئی شخص اور خود وہ شخص نہین جان سکتا ہی کہ جزا اُسکے اعمال سابقہ کی ہی
اور اسکو اعمال سابقہ یاد بہی نہین ہوتے اور اسوجہ سے اُنکے مقابلہ مین
ایسی جزا کو وہ مناسب اور عدل بہی نہین سمجھہ سکتا ہی اور نہ اسکو یا کسی کو اُسکی
وجہ سی رغبت اعمال صالحہ کی یا خوف اعمال قبیحہ سی ہو سکتا ہی اور نہ کسی پر عدل
ثابت ہو سکتا ہی تو اسطرح پر جزا کا ہونا صریح مخالف مقتضای حکمت کے ہی
نوین دلیل یہ ہی کہ اگر مدار اختلاف منعم و متالم عباد کا اعمال سابقہ پر اور بطور
اُنکے جزا کے ہو تو کوئی وجہ فرق کی ابتداے خلقت مین درمیان حالات
عباد کے نہو گی مگر یہہ اعتراض اسکی نسبت ممکن ہی کہ ہم نہین تسلیم کرتے ہین
کہ ابتداے خلقت مین کچھہ فرق ایسے حالات مین تہا مگر جواب اسکا یہہ ظاہر ہی کہ
بملاحظہ تاریخ دنیا یہہ ظاہر ہی کہ ہمیشہ عباد کے حالات مختلف رہے ہین دسوین
دلیل یہ ہی کہ اگر تناسخ نفوس کا بغرض تکمیل نفوس کے ہوتا تو ضرور تہا کہ کمالات
جو بدن سابق مین حاصل کیے گئے ہین وہ محفوظ رہتے بر وقت تعلق نفس کے
بدن مابعد سے کیونکہ کمالات جو ایک مدت مین حاصل کیے گئے تہے اوسکا ضائع
کر دینا اس صورت مین خلاف حکمت ہی حالانکہ مشاہدہ شاہد ہی کہ بوقت آغاز
خلقت کمالات انسان مین موجود نہین ہوتے اور گو یہہ اعتراض اسکی نسبت
ممکن ہے کہ جائز ہی کہ کمالات نفس مین موجود ہون مگر بوجہ حالت نقصان جسم کے

۸ / آٹھوین دلیل
۹ / نوین دلیل
۱۰ / دسوین

آثار اسکے ظاہر نہین ہوون مگر جواب اسکا بہی ظاہر ہے کہ جب بعد از ان تجارب کمالات
بذریعہ تحصیل حاصل ہوتے ہین اور علاوہ ازین ہر شخص نیچے وجدان کیطرف رجوع
کرکے دریافت کرسکتا ہی کہ ابتدا سے خلقت مین کمالات اسمین موجود نہ تہے تو
تسلیم کرنا ضروری ہی کہ ابتدا سے خلقت مین کمالات انسانی موجود نہین ہوتی ہین
گیارھوین دلیل یہ ہی کہ اگر تکمیل نفس کی بذریعہ تناسخ کے ہوتی تو ضرور تہا کہ
متاخرین مین کمالات بمقابلہ سابقین کے بہت بڑہے ہوے ہوتے حالانکہ مشاہدہ
برخلاف اسکے شاہد ہی اور گو اسکی نسبت بہی یہہ اعتراض ممکن ہی کہ یہہ اس صورت
مین لازم آتا ہی جبکہ کمالات ابدان سابقہ ابدان لاحقہ مین محفوظ رہین مگر یہہ ضرور
نہین بلکہ ممکن ہی کہ کمالات سابقہ بالکل بوقت تعلق مابعد کے زائل ہوجائین اور
جسطرح ایک لکھی ہوئی لوح کو بالکل دہوکے پہر از سر نو اسکو لکھتی ہین اوسیطرح
نفس کو بالکل سادہ کرکے از سر نو اسکی تکمیل کیجاتی ہے اور گو کمالات سے معرا کرنا
نفس کا بظاہر خلاف حکمت معلوم ہوتا ہی مگر جب اُن کمالات کے ازالہ کے ساتھ
نفس نقصانات سابقہ سے بہی پاک ہوجاتا ہی تو اسوجہ سے اُنکا صاف پاک کرنا
صفات سالفہ سی ضرور مقتضای حکمت متصور ہی لیکن اسکا جواب یہہ ظاہر ہی
کہ یہہ امر ممکن نہین کہ بوجہ فساد بدن کے نفس کے کمالات جو اسکی ذات مین
حاصل ہوسکین زائل ہوسکین اور علاوہ ازین اگر ازالہ صفات نفس اور خاص
اُسکے ملکات راسخہ کا بہی ممکن ہو تو صرف نقصانات کا ازالہ ضرور ہوگا مگر کمالات
کا ازالہ توکسیطرح جائز نہین ہوگا مگر اس جواب مین ضرور محل نظر ہی بارھوین
دلیل یہ ہی کہ اگر حصول ابدان متاخرہ کا ابدان سالفہ کی تکمیلات کیوجہ سی ہوتا
اور انہین پر موقوف ہوتا تو ابتدا کوئی بدن نفس کو عطا نہین ہوسکتا کیونکہ اُسوقت
اسکی کسی بدن سابق مین تکمیل نہین کی گئی تہی مگر اسکی نسبت یہ اعتراض ہوسکتا ہی

کہ ابتداءً ممکن ہی کہ بضرورت اور از راہ تفصیل کے خاص خاص ابدان عطا ہون نہ بلحاظ کسی تکمیل سابق کے تیرھوین دلیل یہ ہی کہ یہ امر بادنی تامل ظاہر ہی کہ مرتبہ وجود نفس اور اسکی اصل ذات مین ہر طرح میل الی الخیرات والکمالات موجود ہی اور اسیوجہ سی یہ فرمایا گیا ہی کہ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی فِطْرَةِ الْاِسْلَام یعنی ہر مولود پیدا کیا جاتا ہی اوپر خلقت اسلام کے اور امر جہ بدن البتہ مائل طرف جہالت مختلف کمالات یا نقصانات کے ہوتے ہین تو اگر تناسخ صحیح ہوتا تو ضرور تہا کہ ابتدا سے خلقت مین ضرور سب کو وہی ابدان عطا ہوتے جنکے ابدان مائل الی الکمالات ہون اور ضرور تہا کہ جب نفس عمدہ تہا اور آلہ تکمیل بہی عمدہ عطا ہوا تہا تو ضرور تہا کہ نفوس کو عمدہ اور کافی تکمیل حاصل ہوجاے اور پہر اعادہ عبث متصور ہوتا اور اگر ایسی صورت مین اعادہ ہوتا بہی تو ضرور تہا کہ بوجہ عمدہ اعمال سابقہ نفوس کے انکو عمدہ ابدان عطا ہوتے اور اسیطرح انکی عمدہ تکمیل کا نتیجہ پیدا ہوتا اور علی ہذا القیاس مراتب خلقہاے مابعد مین ہمیشہ ابدان عمدہ ملا کرتے اور ہمیشہ نتیجی عمدہ کمالات نفوس کے پیدا ہوتے رہتے اور اسیطرح ہر زمانہ مابعد مین حالات نفوس اور ابدان کے بہ نسبت حالات سابقہ کے عمدہ یا اسکے ساتھ مساوی رہتے اور یہ ممکن نہ تہا کہ کبہی حالات نفوس و ابدان کے مائل نقصان کیطرف ہوتے اور یہ صریح مخالف حالات مشاہدہ کے ہی اور اہل تناسخ بہی اسکے قائل نہین ہین مگر اسکی نسبت یہہ اعتراض ممکن ہی کہ یہ ممکن ہے کہ باوجود خوبی نفوس اور ابدان کے بہی بوجہ تاثیرات خارجیہ شیطانیہ وغیرہ مختلف کیفیت تکملات نفوس کے حق مین ظہور مین آئی اور کچہ کامل اور کچہ اکمل اور کچہ ناقص اور کچہ انقص ہوجاوین چودھوین دلیل یہ ہے کہ اگر

بالفرض باوجود عطای نفس عمدہ و بدن عمدہ کے بھی بوجہ تاثیرات خارجیہ کے تکمیلات
نفوس کے کیفیت مختلفات ہوسکتی جیسا قبل ازین مذکور ہوا تو ظاہر ہی کہ تکمیل
نفس کی اس صورت مین بذریعہ تناسخ کے اسوجہ سی جائز نہوگی کہ اسطرح تکمیل
نفوس کا ہونا یقینی یا مظنون ہی نہین ہی بلکہ ممکن ہی کہ باوجود تبدل اجسام کثیرہ کے
بھی نفس ناقص رہے یا انکہ ناقص ہو جاے پندرھوین دلیل یہ ہی کہ جب تناسخ مین
استکمیل کے اور خوف نقصان کا بدرجہ مساوی ہی تو تناسخ کا وجود اور عدم درباب تکمیل
نفس کے ایک ہی مرتبہ مین متصور ہی بلا کسی مرجح کے پس حکیم سے ممکن نہین ہی کہ ترجیح بلا
مرجح ظہور مین اوے اور سلسلہ تناسخ کا بغرض تکمیل اختیار کیا جاے مگر اسکی نسبت
یہہ اعتراض ممکن ہی کہ گو اسطرح تکمیل نفس کی ممکن نہو لیکن اس صورت مین ضرور اتمام
حجت بخوبی ممکن ہی اور موقع بھی زیادہ تکمیل کا ملسکتا ہی تو یہہ امر مرجح اس سلسلہ تناسخ
کے اختیار کا متصور ہی لیکن جواب اسکا یہہ ظاہر ہی کہ جب یہہ ممکن ہوا کہ جو نفس کامل
ہو چکے تھے اسطرح ناقص ہو جاے تو جسقدر موقع تکمیل کا ملتا ہی اوسیقدر نقصان
اور عدم تکمیل کا موقع ملتا ہی اور پھر اتمام حجت کا ہونا بھی بمشکل تسلیم ہوسکتا ہی کیونکہ
ایسی اشخاص یہہ کہسکتی ہین کہ اگر ہم مکرر خلق نہ کیے جاتے تو ہم ناقص نہو جاتے
پس اونپر حجت تمام نہوگی مگر اتنی زیادہ غور کے حالت اس مقام پر ہی سولھوین
دلیل یہ ہی کہ اگر کمالات سابقہ باقی نرہین تو یہہ خلاف حکمت ہی کہ جو کمالات
ایک مدت مین حاصل ہوے تھے وہ بالکل زائل کردی جائین اور اگر باقی رہین
تو اکثر بچپن مین پیرانہ کمالات موجود ہون اور متاخرین کے کمالات مین اسقدر
کثرت ہو کہ بڑا فرق عظیم درباب حالات ترقی کمال ابتداے عمر کے بمقابلہ سابقین
کے ترقی کمال انتہای عمر کے مشاہد ہو حالانکہ یہہ صریح باطل ہی سترھوین دلیل
یہ ہی کہ جو ملاحظہ کریگا کیفیت مختلف طبایع نفوس انسانی کو اور اسکی مختلف تکمیلات

کی دائرہ کی وسعت کو تو وہ ضرور دریافت کر سکتا ہی کہ دائرہ تکمیلات انسانی کا
ہمیشہ صرف ایک حد خاص تک پہونچتا ہی اور اس سے متجاوز نہین ہوتا ہی اور اوسمین
ترقیات مختلف اشخاص کی ایک حد خاص تک پہونچتی ہی جو انکے خاص ایام حیات کے
تکمیلات کے حد تک محدود معلوم ہوتے ہین پس اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انمین
کوئی اثر تکمیلات سابقہ کا باقی نہین رہتا ہی تو اب یہہ بھی ثابت ہوگیا کہ کوئی نفس
دوبارہ بغرض تکمیل بدن آخر سے متعلق نہین ہوتی ہی ورنہ کوئی اثر تکمیل سابق کا ضرور
آخر تک موجود ہوتا اور گو اسمین بحث ممکن ہی کہ جو فرق ابتدائی سن مین مختلف اشخاص
کے طبایع مین ہوتا ہی ممکن ہے کہ وہی اثر انکی تکمیلات سابقہ کا ہو مگر اسکا جواب
یہ ظاہر ہے کہ اسقدر فرق تو ضرور فرق ذاتی نفوس کا متصور ہی اٹھارھوین
دلیل یہہ ہی کہ قادر مطلق ہر بدن کو نفس علیحدہ عطا کر سکتا ہی تو کوئی وجہ اسکی
نہین ہے کہ وہ بدن کو پھر نفس جدید عطا نفرمائے اور نفس سابق کو پھر بدن
مابعد سے متعلق کرے انیسوین دلیل یہ ہے کہ اسمین شبہہ نہین ہے کہ سن
بچپنے کا ایک حالت نقصان کا سن ہی اور سن جوانی کا ایک حالت کمال کا سن ہی
اور علے ہذا القیاس سن بوڑھاپی کا سن کما الت عقلی کا سن متصور ہے تو بعد ایک
حد تک تکمیل کرنے کے راجع کرنا نفس کو طرف حالت نقصان کے صریح خلاف
حکمت ہی علی الخصوص جبکہ اصل مقصود بھی تکمیل ہی ہے بیسوین دلیل یہہ ہی
کہ کل عمرین انسانی اب بہت چھوٹی ہوتی ہین اور اللہ تعالی ان عمرون کو زیادہ
طولانی کر سکتا ہے جیسا ابتدائی خلقت مین زیادہ عمرون کا ہونا منقول بھی ہی اور
جب دائرہ تکمیلات انسانی کیطرف نظر کیجاتی ہے تو یہہ ضرور ماننا تسلیم ہے کہ یہہ
عمرین واسطے تکمیل انسانی کے کافی ہین پس جبکہ عمر کافی تکمیل کی بہتر نکلے اور تکمیل ممکن
نہین ہوئی تو اب پھر عمر بغرض تکمیل کے ملنا ضرور عبث متصور ہی اور اگر بالفرض زیادہ

**اٹھارھوین دلیل**

**انیسوین دلیل**

**بیسوین دلیل**

بقا اور عمر کی ضرورت تکمیل کے لیے ہوتی اور اُسمین زیادہ تکمیل ممکن ہوتی تو
ضرور تہا کہ اللہ تعالی طولانی عمرین انسان کو عطا کرکے اسکی تکمیل کا انتظام
فرماتا کیونکہ اس صورت مین انسان کو بسبب باقی رہنے اون کمالات کے
جو اس عمر قلیل مین حاصل ہوے ہین آیندہ اور تکمیل کا موقع حاصل ہوتا نہ یہ
کہ اس عمر کو قطع کرکے اور اون کمالات حاصلہ کو زائل کرکے اور ایک جدید
خلقت مین پہر از سر نو تکمیل کی تکلیف دیتا جسمین بوجہ زوال کمالات سابقہ کے
بہت زیادہ دقتین پیش آسکتی ہین اور یا ایسے جبکہ عمرین قلیل عطا ہوتی ہین تو
وہ شاہد اسکی ہین کہ تکمیل انسانی کے لیے زیادہ بقا کی کسیطرح بطریق تناسخ ہو
یا کسی اور طرح کوئی ضرورت نہین ہے پس یہ خیال اہل تناسخ کا صریح باطل ہے
کہ واسطے تکمیل انسانی کے ضرورت زیادہ بقا کی ہے ۲۱ اکیسوین دلیل یہہ
کہ مختلف کمالات انسانی جو ممکن الحصول ہین اسکی حدین ایک حد تک بلا لحاظ تاریخ
ترقیات مختلفہ انسانی کے دریافت ہو سکتی ہین اور یا یہ امر ضرور لائق تسلیم ہو
کہ انسان صرف ایک حد خاص تک ہر کمال مین ترقی کرسکتا ہے اور یہ بہی لائق
تسلیم ہے کہ وہ ایسی حدین ہین کہ انکی تحصیل کے لیے ایک ہی عمر انسانی کافی
ہے تو بغرض تکمیل انسانی کے متعدد عمرین عطا ہونا صریح بیکار ہے مگر اس دلیل
کی نسبت یہ بحث ممکن ہے کہ کمالات انسانی مختلف اقسام کے ہین اور یہ ظاہر ہے
کہ ایک عمر مین انسان صرف ایک کمال کی تکمیل کرسکتا ہے پس ممکن بلکہ ضروری ہے
کہ بغرض تحصیل مختلف کمالات کے مختلف عمرین ضروری تصور کیجائین اور اسکی
وجہ سے ضرورت تناسخ کی ہو لیکن اسمقام پر یہ لائق لحاظ ہے کہ جو مختلف کمالات
انسانی کے خیال کیے جاتے ہین انمین سے بعض کمالات ایسے ہین کہ انکی لیے
خلقت انسان کی ہوتی ہے مثل علوم و حکم و معارف کے جو کمالات قوت نظریہ سے ہین

۲۱ اکیسوین دلیل

اور مثل ملکہ اعتدال قوت شہوانیہ و غضبانیہ کے جو اصول کمالات قوت عملیہ سے
متعدد ہین اور بعض کمالات ایسی ہین کہ وہ اصل غرض خلقت انسان نہین ہو سکتے
ہین کو ان کمالات کے تحصیل کی انسان کو ضرورت اپنی یا اپنے بنی نوع کی حسن بقا یا
معاش کے لیے ہوتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ واسطے تحصیل کمالات قسم اول کے
ایک عمر ضرور کافی ہے اور اسکا شاہد یہ واقعہ تاریخی مسلمہ سب کا ہو کہ ان کمالات
مین ایک ہی عمر مین بہت سے اشخاص نے قریب قریب انتہائی درجہ حاصل کیا ہو
تو یہ ضرور واجب التسلیم ہی کہ اصلی کمالات انسانی کے لیے جنکی غرض کے لیے
اسکی خلقت ہوسکتی ہے ایک ہی عمر ضرور کافی ہے بائیسوین [22] دلیل یہ ہے
کہ جو لوگ منجملہ اصحاب تناسخ کے اسکے قائل ہین کہ دنیاوی آسائشین بوجہ اعمال
سابقہ عطا ہوتے ہین انکے قول کا ابطال اسوجہ سے بھی ممکن ہے کہ اگر یہ آسائشین
اسقدر عمدہ ہوتین کہ عوض اعمال صالحہ کا ہوسکین تو ضرور تھا کہ نفوس کاملہ کو ملتے
عطا ہوتین حالانکہ اہل تناسخ اسکے قائل ہین کہ نفوس کاملہ بعد مفارقت بدن پھر دنیا
مین اور انکا تناسخ نہین ہوتا مگر اسکی نسبت بعض مباحث مندرجہ سابق لائق غور ہین
تیئیسوین [23] دلیل یہ ہو کہ جو لوگ تناسخ کے قائل ہین انکے خیال مین دنیا کی بقا
نہایت عمدہ ہے اور اسیوجہ سے وہ خیال کرتے ہین کہ بار بار وہ انسان کو عطا ہوتی ہے
مگر انکو درحقیقت معلوم نہین ہے کہ ابد مدت کے لیے استغنا نفس کو بہت سے حوائج
سے حاصل ہوتا ہو اور جیسی وہ مامون ہزار ہون انہون سے ہوجاتی ہو اور
جیسے علوم حقیقیہ اسپر بقدر لیاقت منکشف ہوجاتے ہین اسکی وجہ سے ہر انسان کے
حق مین بعد موت کے جو حالت اسکو حاصل ہوتی ہے وہ اسکی زندگی کی حالت سے
بمراتب عمدہ ہوتی ہے اگرچہ بوجہ اپنے اعمال قبیحہ کے وہ مبتلائے شقاوت
بھی ہو پس سعیدون کے حق مین پھر دنیا مین آنا ضرور موجب تکلیف متصور ہو

بائیسوین دلیل

تیئیسوین دلیل

اور اشقیا کے حق مین بھی جبکہ اُنسے سواے شقاوت کے اور کوئی امر ممکن نہین
ہو تو اُنسے شقاوت اخروی کے ساتھ وہ نتائج شقاوت کے جو عام طور پر لوگونکو
حاصل ہوے باہم ملکر اُنکے حق مین اُس شقاوت اخروی سے جو بعد مرگ
مین آنیکے اور عمدہ نوا ہوت سے محروم رکھکر نصیب ہو بہرحال ایک عمدہ حالت جو
بعثت کے بعد جو حالت ہو وہ سب کے حق مین اُنکے دنیا مین ہر آن سے
انسب ہو تو یہ بالکل مخالف شان حکمت ہو کہ انسان ایک عمدہ حالت سے بار بار
خراب حالت کیطرف پھیرا جاے لیکن یہ دلیل کچھ قابل [illegible] ہو اگر اسکے
مقدمات کی خوبی ہر شخص باسانی دریافت نہین کر سکتا ہو پس اس باب مین کچھ
زیادہ غور اور خوض کی ضرورت ہو چھبیسوین دلیل یہ ہو کہ اکثر مذاہب
لائق لحاظ مین خاص خاص رشتے کے عورات اور مردون مین نکاح کا اور
صحبت کا ہونا ممنوع ہو اور باہم رشتہ دارون مین ایک خاص قسم کے اعزاز کے
ساتھ بحالت حیات و ممات پیش آنیکا حکم ہے اور علی الخصوص ہنود کے یہان جو
سب سے زیادہ تناسخ کے قائل ہین اس باب مین زیادہ تاکیدی احکام ہین
تو اس سے معلوم ہوتا ہو کہ اللہ تعالے کو ایسی صحبتون کا نہ واقع ہونا اور ایسی
اعزازون کا ملحوظ رہنا ہر وقت منظور ہے تو اب کسیطرح ممکن نہین ہے کہ خلاف
اسکے سلسلہ تناسخ کا جاری رکھے کہ جسمین ممکن ہے کہ نادانستہ ایسی صحبتین وقوع مین
اور برخلاف اس اعزاز کے تحقیر ظہور مین آوے کیونکہ درصورت تناسخ ممکن ہوگا کہ
جو عورت آدمی کے اسکی ماں یا دادی یا بہن یا ایسے رشتہ کی عورت ہو جس سے صحبت
منع ہے اور ممکن ہے کہ غلام یا بھینس یا گھوڑا یا کتیا یا گدہا آدمی کا اسکا باپ یا دادا
یا کوئی ایسا رشتہ دار آدمی جسکی تعظیم واجب ہو مگر اسکی نسبت یہ بحث ممکن ہے
کہ جسطرح اور لوازم بدن عنصری سے [illegible] ہوجاتی ہین اور یا ایسے آدمی کو اسکی

چھبیسوین دلیل

مما نعت یا اسکی پابندی صرف درصورت علم حالات کے واجب ہوتی ہے
پس جب بدل گیا اور جب علم رشتہ کا ممکن نہ تہا تو اسکے بموجب کوئی ممانعت
یا پابندی نہین رہیگی مگر جواب اسکا یہ ہے کہ زیادہ تر ان امور کا حفظ بمقابلہ
روح اور نفوس کے ملحوظ ہوتا ہے تو بدن کے بدلنی سے اسمین فرق نہین
آسکتا ہی اور علاوہ ازین اللہ تعالی کو جب علم بخوبی ہے تو اسکی شان حکمت
کے مناسب یہ امر متصور نہین ہے کہ ایک طرح اسی امر کی ممانعت کرے یا اسکو
واجب کرے اور پہر دوسرے طور پر خود اسکے خلاف امور کے وقوع کا سامان
مہیا کرے مگر یہ مقام درحقیقت لائق غور کامل ہے [۲۵] پچیسوین دلیل یہ ہے
کہ اکثر مذاہب مین جو فاتحہ درود کی مدتہای دراز تک استحباب کیطرف ایا ہی
اور علی الخصوص ہنود کے یہان جو اس باب مین تاکید اکید ہے وہ سب بیکار متصور
ہوگی کیونکہ بذریعہ تناسخ تو وہ شخص جو مردہ تہا ضرور زندہ ہو جاتا ہی تو پہر نہ وہ مردہ
رہا نہ وہ فاتحہ درود وغیرہ سے منتفع ہو سکتا ہی مگر اسکی نسبت یہ اعتراض ہوسکتا ہی
کہ ممکن ہے کہ یہ امور اسوجہ سی عمدہ متصور ہون کہ اسکی وجہ سے بوجہ ایک کوشش
ادای حق کے ان فاتحہ دلانیوالون کو ضرور استحقاق ثواب کا ہو جائیگا گو مردونکو
فائدہ اس سے بہی حاصل ہو مگر اسکا جواب یہ ظاہر ہے کہ ان لوگون کا یہ
اعتقاد ہے کہ خاص مُردون کو ثواب حاصل ہوتا ہی پس انکے مقابلہ مین دلیل
تمام ہے مگر اس باب مین ضرور جای نظر ہے [۲۶] چہبیسوین دلیل یہ ہی اور
یہی سب سے عمدہ دلیل درحقیقت ہی کہ بہت سے آیات اور احادیث سی یہ
ثابت ہوتا ہی کہ بعد مرنیکے سب انسان اپنے بدن انسانی کے ساتھ صرف
ایک روز خاص اور ایک وقت خاص مین زندہ ہونگے اور وہ وقت
خاص قیامت ہی پس اس سے ثابت ہوگیا کہ قبل قیامت کے کوئی روح

کسی دوسرے بدن سے متعلق ہوکر دنیا مین نہین آتی ہے اور اُسکی موید وہ احادیث بھی ہین کہ جنمین تصریح اس امر کی ہے کہ روحین اپنے ابدان کثیفہ سے مفارقت کرنیکے بعد خاص خاص مقامات پر تا قیامت رکھے جاتے ہین اور منجملہ بہت سے آیات اور احادیث مذکورہ کے ہین اس مقام پر صرف ایک آیت کا سورہ مومنون سے لکھنا کافی جانتا ہون اور وہ آیہ کریمہ یہ ہے ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ۝ ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین ۝ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشأنٰہ خلقا اخر فتبارک اللہ احسن الخالقین ۝ ثم انکم بعد ذلک لمیتون ۝ ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون یعنی اور سرآئینہ خلق کیا ہمنے آدمی کو خلاصہ مٹی سے پھر بنایا ہمنے اُس آدمی کو نطفہ قرارگاہ مضبوط مین پھر کیا ہمنے اُس نطفہ کو خون بستہ پھر کیا ہمنے اُسی خون بستہ کو ایک پارہ گوشت پھر کیا ہمنے اُس پارہ گوشت کو ہڈیان پس پہنایا ہمنے ہڈیون کو گوشت پھر پیدا کیا ہمنے اُسکو ایک دوسرے خلق یعنی روح وحیات اُسکو عطا کی پس بہت با برکت ہے اللہ جو نیکوترین خالق ہے اور اس مضمون کے بہت سے آیات ہین اور سورہ یسین مین ہے ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین ۝ ما ینظرون الا صیحۃ واحدۃ تاخذھم وھم یخصمون فلا یستطیعون توصیۃ ولا الی اھلھم یرجعون ۝ ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الی ربھم ینسلون ۝ قالوا یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا ھذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ھم جمیع لدینا محضرون ۝ جسکے معنے یہ ہین کہ اور کہتے ہین کہ کب ہوگا یہ وعدہ اگر ہو تم سچے نہین دیکھینگے وہ مگر ایک سخت آواز کو کہ لے لیگی اُنکو درانحالیکہ وہ جھگڑ رہے ہونگے پس نہ قادر

ہونگے وہ وصیت کرنے پر اور نہ اپنے اہل کیطرف پھر جائینگے اور پہونکا جائیگا صور
پس ناگاہ وہ قبروں سے طرف اپنے رب کے دوڑ پڑینگے درانحالیکہ کہینگے ای وائے
کسنے اٹھایا ہمکو ہماری خوابگاہ سے یہ وہ ہی کہ جو وعدہ کیا تھا رحمن نے اور سچ کہا تہا
رسولوں نے نہین ہوگی مگر ایک آواز سخت پہر ناگاہ وہ سب ہمارے پاس جمع کیے
حاضر کیے جائینگے اور اس کے قبل یہ آیہ سورہ مذکور مین ہے الم یروکم اھلکنا
قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون ط وان کل لما جمیع لدینا
محضرون ط جسکے یہ معنی ہین کہ آیا نہین دیکھتے کہ کتنے ہلاک کیے ہمنے قبل انکے ہمعمر
جماعتین کہ وہ انکی طرف نہین پھر آتے ہین اور نہین ہر جماعت قریب عمر مگر جمع
کیگئی ہمارے نزدیک اور اس سے یہ ظاہر ہے کہ بعد موت کے پھر انسان
قبل قیامت دنیا مین زندہ ہوکر نہین آتا ہی اور اس سے عقیدۂ تناسخ کا بطلان
بخوبی ثابت ہوگیا ہی اور بعد اس تصحیح ترجمہ کے جو شہادت نسبت دلائل کو
بالا ممکن تھے وہ سب رفع ہوگئے ہین اور اب اسمین شبہ نہین ہے کہ یہ بخوبی
یقینی طور پر ثابت ہوگیا ہی کہ تناسخ درحقیقت کبھی وقوع مین نہین آیا پس اصل
دلیل تو یہی ہے اور باقی دلیلین اسکی مویدات جزوی ہین **ستائیسوین دلیل**
یہ ہے کہ بادی امر بھی اسکا شاہد ہی کہ کوئی نفس دوبارہ بدن سے متعلق نہین
ہوتی ہے کیونکہ جب ایک جسم جدید ہر دفعہ پیدا ہوتا ہی معہ ایک روح کے
اور حالات ظاہری اس خلقت جدید کے مغائر حالات سابقہ کے ہوتے ہین
تو ظاہرا یہ روح بھی مغائر ارواح سابقہ کے ہے **مسلک چہارم** ان دلائل
کے بیانمین ہے جنکو اہل تناسخ اپنے مذہب کے دلائل ثبوت خیال
کرتے ہین اور ازانجملہ اول دلیل یہ ہی کہ نفس انسانی ہر طرح لیاقت تدبیر و انتظام
بدن کی رکھتی ہے اور اس امر کے وہ ایسے عاشق ہین کہ باوجود انواع

انواع تکلیف کی بھی وہ مفارقت بدن کو گوارہ نہین کرتی ہی تو اب نظر کر
قدرت وکمال فیض صانع حکیم کے یہ ممکن نہین ہے کہ وہ ایسے جوہر قابل کامل کو
معطل رکھے پس تعلق ہونا نفس کا بذریعہ تناسخ کے ایک دوسرے بدن سے
بغرض رفع تعطل مذکور کے ضرور ہی اور اسکی نسبت اول تو یہ اعتراض
ہوسکتا ہی کہ نسبت نفس کے یہ امر لائق تسلیم نہین ہے کہ مفارقت بدن سے
اسکا تعطل لازم آتا ہی بلکہ جو علوم اسکو حاصل ہوتے ہین اور جو کمالات
بالنقصانات اسکو حاصل ہوتے ہین اور اسکے عوض مین جو حالات
اسکو پیش آتے ہین انکا اشتغال اسکے رفع تعطل کے لیے کافی ہے دوسرے
یہ کہ جو عشق نفس کو بدن کے ساتھ ہی اور جو شوق اسکو انتظام بدن کا ہوتا ہی
یہ مسلم نہین ہے کہ بعد مفارقت بدن کے بھی باقی رہتا ہی کیونکہ بعد اسکے
کہ اسپر علوم اصلی منکشف ہون ممکن ہے کہ اسکو تعلق بدن سے نفرت کلی ہوجا
اور ایسی حالت کا عارض ہونا سعیدون کے حق مین تو اسوجہ سے زیادہ تر
قرین قیاس ہے کہ بوجہ اس لذت عیش ابدی کے جو انکو حاصل ہوتا ہی اور
نیز بوجہ فوائد موت مذکورہ بالا کے انکو ضرور موقع اسکا ہی کہ انکو نفرت کلی
حیات دنیا سے ہوجاے مثل اُس غریب آدمی کے جو عالم مسافرت مین ایک
جھونپڑی مین رہتا تھا اور بڑی مشقت سے اوقات بسری کرتا تھا مگر اسکو اپنا
جھونپڑا بہت عزیز تھا اور اوسکا وہ عاشق تھا مگر جب اسکو بادشاہ نے عمدہ
محل رہنے کو خاص اسکے اصلی وطن مین عطا کردیا اور عمدہ سامان اسکی دعوت
کے اور انواع انواع نعمای ابدی اسکے لیے مہیا کرکے اس سے کہدیا کہ تو اب
اس گھر کا مالک ہی اور ہمیشہ تیرے لیے عیش مہیا ہی تو ایسی حالتین اسکو اوس
جھونپڑی سے نفرت کلی ہوجاتی ہی اور جو بری نفوس ہین انکو بھی حیات دنیا ویسی

بہت وجہ نفرت کا موقع ہی کہ جب انہون نے بروقت موت تکلیف عظیم سہی
اور بعد ازان انہون نے عذاب کو بعوض اُن اعمال قبیحہ کے معاینہ کیا اور
یہ انکو معلوم ہو گیا کہ یہ سب خرابیان بوجہ اُسی حیات دنیاوی کے غلطی کے اُنکے
عاید حال ہوی ہین اور اُنکو یہ خوف پیدا ہو گیا کہ اگر پھر زندہ ہون اور اُنسے
اُسی قسم کے اعمال بلکہ اُنسے زیادہ خراب اعمال صادر ہون تو اس صورت مین
خوف ہی کہ اور زیادہ مصیبت مین مبتلا ہون تو ممکن ہے کہ انکو اُس حیات
دنیا سے اس خوف کیوجہ سے نفرت ہوجای علی الخصوص اسوجہ سے کہ اب
دنیا کے بہت سی مکارہ سے تو نجات بہی ہو گئی ہی مثل اسکے کہ ایک شخص عالم
مسافرت مین عایش کے ساتھہ رہتا تہا مگر جہان رہتا تہا وہان ایسے لوگ بہی
رہتے تہے کہ جو ہر وقت اسکو انواع انواع کے خوف دلایا کرتی تہی اور اُنکی
وجہ سے اور نیز اپنی ضروریات کے لیئے اسکو بہت سی فکرین روز کرنی پڑتی تہین
اور معہذا وہ ہمراہی اُسکو مجبور بہی کرتی تہی اور خود حالات بہی ایسے تہے کہ جنکی
وجہ سے یہ بہی مامون نہین رہسکتا تہا بدون اسکے کہ بادشاہ سے بغاوت کرے
اور اُسکی نافرمانی کا مرتکب ہو اور انہین اسباب سے وہ آخر کو ایک بڑی
سخت لڑائی مین نہایت زخمی ہو کر پکڑا گیا اور بحکم بادشاہ ایک قیدخانہ مین وہ
ڈالدیا گیا یا آنکہ پھر اپنے اصلی وطن مین لیجا کے اپنے اصلی گہر مین قید کیا گیا تو
گو قید ہو گیا مگر اسکے ہمراہیون کے ہاتہہ سے جو تکلیف تہی وہ باقی نہین رہی
اور وجہ اپنی اور اُنکی فکر مین اُسکو محنت کرنا پڑتی تہی اُس سے بہی اسکو نجات
ہو گئی اور جو دشمنون کا خوف تہا وہ بہی نرہا اور باانہمہ یہ بہی خوف اسکو ہی
کہ اگر اپنے اصلی مقام پر بہیجا جاے تو اُس سے زیادہ جو قبل ازین تکلیفین اُٹہائی
ہین پیش آئین اور ممکن ہے کہ ابکی دفعہ ایسے عتاب کا مورد ہو کہ جس قید مین

اب مبتلا ہو اس سے زیادہ سخت قید آفت مین مبتلا ہو جاوی تو بات ہے کہ اسوقت مین
اگر بادشاہ یہ کہی بھی دے کہ ممکن ہے کہ تو رہا کیا جاوی تو امید ہے نہین بلکہ اسمین بہتر ہے لیکن اس
تو عجب نہین ہے کہ اس شخص کو اپنی حالت سابق سے ایسی نفرت نکلی ہو جاوی کہ
وہ یہ کہے کہ مجھکو اب پھر اس حالت مین جانا منظور نہین اور جو حالت اسی قید کی ہو
اسکو پسند کرے اور اسکی نظیر ایک حد تک ان قیدیون حال مین موجود ہے
جو نہایت مصیبت مین بسر کرتے تھے اور بوجہ بھوکھ کے چوری کرکے جب قید مین
ڈالے گئے اور سختی قید مین مبتلا ہوے تو بیفکری سے کھانا ملنی لگا اور آسودہ ہوے
وہ اپنی قید کو ایسا پسند کرتے ہین کہ اکثر یہ دریافت ہوا ہی کہ بعد رہائی وہ قصداً
مرتکب جرم ہو کر اور اقبال کرکے پھر قید خانہ مین جاتے ہین اور وہ صاف صاف
کہتے ہین کہ جو مصیبت گھر مین تھی اس سے قید خانہ عمدہ ہی مگر اسمقام پر یہ بحث
ہو سکتی ہے کہ قرآن شریف مین تصریح اسکی موجود ہے کہ کفار بروقت عذاب جہنم
بحث کرینگے اور صاف درخواست کرینگے کہ ہم دنیا مین پھیر دیے جائین اور دوبارہ
ہمکو حیات عطا ہو تو ہم اعمال صالحہ کرین اور اس سے ظاہر ہے کہ ایسی نفوس کو
ضرور تمناء دوبارہ زندگی کی رہتی ہی اور بعد مرنیکے نفرت حیات دنیا سی نہین ہوتی ہی
مگر اسکا جواب یہ ہو سکتا ہی کہ قرآن شریف سی یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ اگر وہ پھیر دیے جاین
طرف دنیا کے تب بھی وہ اعمال صالحہ نکرینگے تو گو وہ اسوقت مین ایسی تمنا کرین
مگر اس سے یہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ انکو حیات دنیا سی نفرت بوجوہ مذکور نہین ہوتی ہی
اسوجہ سے کہ اول تو یہ تمنا صاف عذاب سے بچنے کے لیے ہوتی ہی اور اسکا حاصل
یہ ہے کہ اس عذاب سی بچنے کے لیے حیات دنیا انکو گوارہ ہو پس اس سے یہ نہین
ثابت ہوتا ہی کہ قطع نظر عذاب مذکور کے بھی انکو نفرت حیات دنیا سے نہین ہوتی
دوسرے اسوجہ سے کہ جب اسوقت یہ کلام درحقیقت [illegible]

اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اگر پھیر جائین دنیا مین تو پھر اعمال نیک نہ کرینگے تو ممکن
ہی کہ یہ اظہار تمنا ہی انکا اظہار غلط ہو پس اُس سے کوئی امر ثابت نہین قرار دیا
جا سکتا ہی تیسرے اسواسطے کہ جب وہ کلام حالت اضطرار کا ہی تو اُس سے کوئی
صحیح نتیجہ پیدا نہین ہو سکتا ہی چوتھے یہ کہ یہ تمنا فقط بعض اوقات مین انکی زبانی مذکور
ہے تو اُس سے یہ نہین ثابت ہوتا ہی کہ ہر وقت اُنکو تمنا حیات دنیا کی ہوتی ہے
مگر اسمین زیادہ غور کرنیکا ضرور موقع ہے پانچوین یہ ہی کہ قرآن شریف مین مذکور ہی
انا انذرناکم عذابا قریبا یوم ینظر الانسان ما قدمت یداہ ویقول الکافر
یا لیتنی کنت ترابا یعنی ہمنے ڈرا دیا تمکو ایک عذاب قریب سے اُس دن کہ دیکھیگا وہ
انسان اسکو جو پیش کیا ہی اسکے دونون ہاتھون نے اور کہیگا کافر کاش ہوتا مین
مٹی اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت کفار کو ہر قسم کی حیات سے نفرت کلی ہو جاویگی
اور متعدد اسباب وجوہ صحیح ایسے موجود ہین کہ آدمی کو نفرت حیات دنیا سی ہو جانے
تو اسکا امکان ضرور لائق تسلیم ہے دوسری بحث یہ بھی اس جگہ ہو سکتی ہی کہ بمقابلہ
عذاب آخرت کے حالت حیات دنیا کی ضرور عمدہ ہی تو اس عذاب کے مقابلہ مین
شوق حیات دنیا کا ہونا ضرور ہی اور یہ کسیطرح صحیح نہین ہی کہ بمقابلہ اس عذاب
سخت کے بھی حیات دنیا سی نفرت ممکن ہے مگر جواب اسکا یہ ہی کہ بمقابلہ اس عذاب
کے ضرور شوق حیات دنیا کا آدمی کو ہو سکتا ہی لیکن جب آدمی یہ خیال کرے کہ خوف
تکالیف دنیا کا بھی ہے اور اسکے ساتھ زیادہ خوف عذاب بحث آخرت کا لگا ہوا ہی
تو ان دونون امور مین جو تکلیف ہی اُس سے ضرور آدمی کو نفرت بمقابلہ تنہا عذاب
آخرت کے ممکن ہے مگر تاہم یہ مقام لائق غور ہے **دوسری دلیل** جو نہایت قریب
قریب دلیل اول سے ہی یہ ہی کہ نفس انسانی مین ضرور استعداد تعلق بدن کی ہر وقت
ہی اور مبداء فیاض کیجانب سے بخل ناممکن ہے تو بموجب استعداد نفس کے دوبارہ

دوسری دلیل

قبض ہو کر پھر اُسکا بذریعۂ تناسخ کے متعلق ہونا ایک امر بدنفسی ضروری ہے اور اُسکی
نسبت اول تو یہ اعتراض ممکن ہوتا ہے کہ اللہ تعالی فاعل مختار ہے اور ممکن ہے
کہ بوجہ استعداد دیگر ابدان کے اور بوجہ ضرورت اور مقتضای مصلحت ہونے
خلقت نفس دیگر کے اول نفوس کو جو ایکدفعہ فیض سے بہرہ یاب ہو چکے ہیں اُنکو
فیضان سے محروم رکھے دوسرے یہ کہ نفس انسانی میں باعتبار استعداد تعلق
بدن کے اُس سے زیادہ اُسمین استعداد تجرد اور مفارقت بدن کا ہے ممکن ہے
کہ بوجہ اس دوسرے استعداد کے مقتضای فیض ہی ہے کہ آیندہ وہ تجرد ہی پیدا اُسکا
مقتضای ذاتی ہے محروم نہ رکھا جاوی اور اگر یہ کہا جائیگا کہ یہ اعتراض تو قول
تجرد نفس پر مبنی ہے مگر راقم رسالہ کے نزدیک نفس انسانی جسمانی ہے تو اس پر یہ
مقدر صحیح نہیں ہے کہ نفس میں استعداد تجرد کی ہے تو ہم کہینگے کہ ہم یہ مقلین تجرد
وغیرہ کی بموجب الملاقات حکما کے ذکر کرتے ہیں اور انہیں کے اصول کے
بموجب یہ اعتراض ہمنے کیا ہے لیکن بموجب ہماری قول مختار کے تقریر اعتراض
کی یہ ہے کہ نفس انسانی کے لیئے ایک اصلی جسم لطیف ہے اور ایک دوسرا جسم کثیف
ہوتا ہے جسمین تا حیات دنیا وہ سرایت کیئے رہتی ہے اور اُسمین استعداد اسکی بھی
بھی ہے کہ وہ بدنمین سرایت کیے رہے اور اسیکا نام تعلق بدن انسانی ہے اور
اسمین یہ بھی استعداد ہے کہ وہ بدن کثیف سی باہر آ کے اصلی بدن لطیف نورانی
کے ساتھ زندہ رہے اور اسمین شبہ نہیں ہے کہ حالت اخیر اُسکے لیئے زیادہ
انسب ہے تو یہ زیادہ تر قرین مصلحت و حکمت ہے کہ حکیم مطلق نفس کے لیے اس
حالت انسب کو پسند کرکے اُسکو دوبارہ بدن کثیف سی متعلق نہ کرے اور
درحقیقت یہ ایک عمدہ دلیل ابطال تناسخ کی متصور ہے کہ نفس انسانی کو ایک
حالت عمدہ سے پھر حالت نقصان کیجانب پھیرنا مقتضای حکمت نہیں ہے

تیسری دلیل

تیسری دلیل یہ ہے کہ کیفیت تکمیل نفوس کی ضرور مختلف ہوتی ہے بعض
نفوس تو اپنی مدت عمر میں کامل ہو جاتے ہیں اور بعض زیادہ تر ناقص ہو جاتی
ہیں اور بعض کی تکمیل ایک جزوی حد تک ہوتی ہے اور صورت ثانی اور
ثالث میں ضرور ایسے نفوس بھی ہوتے ہیں کہ اگر انکو زیادہ حیات حاصل ہوتے
یا دوبارہ حیات حاصل ہوتی تو وہ بخوبی کامل ہو سکتے ہیں تو اب یہ بالکل خلاف
حکمت ہے کہ ایسے نفوس ناقصہ کو یا انکو جنکی جزوی تکمیل ہوئی ہے موقع کامل
تکمیل کا نہ دیا جاوے جبکہ انکی خلقت کی غرض اصلی بھی خاص تکمیل انکی تھی اور یہ ظاہر ہے
کہ حکیم اپنی غرض مطلوبہ کو غیر تکمیل نہیں چھوڑتا ہے تو ایسی صورت میں موت آجانیکی
صورت میں دوبارہ نفس کو بذریعہ تناسخ کے موقع تکمیل کا دینا ضرور مقتضائے
حکمت اور واجب ہے اور یہ دلیل درحقیقت عمدہ دلائل سے قول تناسخ کے
متصور ہے مگر اسکی نسبت اول تو یہ اعتراض ممکن ہے کہ یہ ہرگز لائق تسلیم نہیں ہے
کہ جو نفوس بعد ایک عمر ضایع کرنیکے بھی ناقص رہے ہیں انہیں آیندہ لیاقت
تکمیل کی ہو سکتی ہے بلکہ جب موت اثر ایک فعل حکیم کا ہے تو یہ لائق تسلیم ہی کہ
اُسنے یہ ضرور معلوم کر لیا ہے کہ انہیں آیندہ لیاقت تکمیل کی نہیں ہے ورنہ وہ ضرور
ایک مدت تک اور زندہ رکھتا ۲ دوسرے یہ کہ یہ بھی لائق تسلیم نہیں ہے کہ ایسی
صورت میں غرض حکیم کی ناقص رہی ہے اسواسطے کہ غرض صرف اوسیقدر تھی
کہ ایک مدت مناسب میں مختلف اشخاص کے لیئے مختلف طور پر جسقدر تکمیل ممکن ہے
اسکی تدبیر کیجاوے نہ کہ ایسی تکمیل کی تدبیر کیجاوے جو کسیطرح ممکن نہیں ہے تیسرے یہ
کہ ممکن ہے کہ باوجود امکان تکمیل زائد کے بھی حکیم اسوجہ سے انکو موقع تکمیل
آیندہ کا بطور عقاب کے نہ دے کہ انہوں نے اپنی غرض خلقت کی قدر نہیں کی
اور اپنی تکمیل میں صریح قصور کیا ہے چوتھی دلیل یہ ہے کہ بہت سے نفوس

چوتھی دلیل

ایسے ہین کہ جبتک وہ رہتے ہین ہمیشہ اعمال صالحہ کرتے ہین مگر بوجہ بعید قسمت موت
کے وہ اپنی تکمیل کامل نہین کر سکتے ہین پس اُنکے حق مین تو بذریعہ تناسخ کے
موقع تکمیل کا ملنا ہر طرح مقتضای حکمت ہو مگر اسکی نسبت یہ اعتراض ممکن ہو
کہ ایسی صورت مین ضرورت آیندہ تکمیل کی اثبات تسلیم نہین ہے اسواسطے کہ
ایسے نفوس بحقیقت کمال ممکن الحصول حاصل کیے ہین اور انسی ہمیشہ
اعمال صالحہ کا صدور اسکا عمدہ شاہد ہے اور حکیم مطلق کیجانب سے انکی
موت کی لیے تاخیر ہونا بھی ثبوت کافی اسکا ہو کہ انکو آیندہ ضرورت تکمیل کی
باقی نہین ہے مگر اس باب مین زیادہ غور ضرور ہے پانچوین دلیل یہ کہ

پانچوین دلیل

اکثر اشخاص نہایت کمسنی مین مرجاتے ہین اور بعض نقص خلقی مثلاً جنون اور ایسی مہلک
امراض کی حالت مین مرجاتے ہین کہ انکو موقع تکمیل کا بالکل نہین ملتا ہو اور
یہ ظاہر ہے کہ ایسے حال مین وہ ضرور معذوری اور مجبوری کی حالت مین
رہتے ہین تو اگر انکو بدون دینے موقع تکمیل کے بسبب اُنکے ناقص رہنے کی عذاب
کیا جای تو یہ مقتضای عدل نہین ہے اور اگر بدون اعمال صالحہ و تکمیل نفس
کے ثواب دیا جای تو اس ثواب کا عطا ہونا بلا استحقاق متصور ہو کہ صریح نادرست
ہی تو ضرور ہے کہ ان نفوس کو بذریعہ تناسخ کے دوبارہ موقع تکمیل اور اعمال کا
دیکر موقع ایک استحقاق خاص حاصل کرنیکا دیا جای مگر اسکی نسبت یہ اعتراض ممکن ہو
کہ جب حکیم کیجانب سی تاخیر بغرض اول کی موت کے ہوئی ہے تو یہ عمدہ ثبوت
اسکا ہو کہ انکو زیادہ ضرورت تکمیل کی نہ تھی اور یہ امر کہ معذب ہونگے یا مثاب
ہونگے اور مثاب ہونگے تو کس وجہ سی تو اس باب مین ظاہرا بنظر عدل کامل
اللہ تعالی کے صحیح امر یہ ہی کہ اگر انکا امر بحقیقت حد معذوری تک پہونچیگا اور
کوئی وجہ خاص انکے عقاب کے لیے نہوگی تو وہ ضرور مثاب ہونگے اور وہ ثواب

انکو بوجہ تفضل اور بعوض انکی محرومی حیات صحیح دنیاوی اور بعوض انکے آلام کے عطا
ہوسکیگا یا بعوض ان اعمال کے جو انسے حکیم مطلق کے علم مین ممکن تھے درصورت
بقاء حیات مذکور کے لطیفہ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ امر صحیح ہے تو پھر ایسے بچون
کے پیدا کرنے مین اور انکے بلا کسی بار ڈالنے مین کیا مصلحت ہے تو انکی نسبت
اول تو یہ جواب ہے کہ اللہ تعالی کے مصالح کا دریافت کرنا کچھ ضرور نہین ہے.
اور ان مصالح کا بخوبی دریافت ہونا مشکل ہے مگر جب دلیل اسپر قائم ہوئی کہ
اسکے افعال ہمیشہ مصالح پر متضمن ہوتے ہین اور اوسکا فعل مصالح عباد سے
خالی نہین ہوتا ہے اور بہت سے افعال مین انکے مصالح کثیرہ دریافت بھی ہوتے
ہین مثلاً خلق حیوانات و انسانو مین جب غور کیا جاے تو ہر عضو کی خلقت مین
مصالح ظاہر ہین ایسے ہی مینہ مین مصلحت حفاظت زراعت اور حرارت آفتاب مین غلہ
کے پکانے اور دنیا کے باشندون کو گرمی پہونچانیکے مصالح ظاہر ہین تو اب
اعتقاد اسکا ضرور ہے کہ اسکا کوئی فعل خالی مصلحت سے نہین ہوتا ہے گو ہمکو وہ
دریافت نہو سکے اور عدم امکان دریافت تمامی مصالح کا اسوجہ سے اقرب الی التسلیم
ہے کہ دریافت جملہ مصالح جمیع اوقات اور جملہ اشخاص اور جملہ حالات کا موقوف ہے
جمیع حالات اور جملہ اشخاص اور جملہ حالات کے دریافت پر اور یہ صریح ہر انسان
کے لیے ناممکن ہے دوسرے یہ کہ ایسی صورت مین بہت سے مصالح بھی ظاہر ہین
اول تو انکی ایسی موت سے لوگون کو تنبیہ ہو جاتی ہے کہ موت کے لیے کوئی
وقت مقرر نہین ہے دوسرے مان باپ کو درصورت صبر ثواب حاصل ہوتا ہے سکتا ہے
تیسرے اس امر پر تنبیہ بھی اسوجہ سے ہو جاتی ہے کہ موت و حیات تاثیرات طبیعت
سے نہین ہین ورنہ وہ ہمیشہ ایک طور پر واقع ہوتین بلکہ وہ تابع ایک حکیم مطلق
مختار کے ارادہ کی ہین کہ جیسا مناسب جانتا ہے ویسا کرتا ہے چوتھے اسوجہ سے

اُن لوگون پر زیادہ تر اظہار منت کا موقع حاصل ہوتا ہی جو زیادہ زندہ رہتی ہین
پانچوین یہ ایسی بیوقت اور ایسے عزیزون کی موت سی اس امر کیجانب بھی تنبیہ
ہوجاتی ہے کہ دنیا کے محبوب اور عزیز ایسے ہین کہ انکے بقا کا کچھ اعتبار نہین ہے
پس انکی محبت مین زیادہ آغشتہ نہونا چاہیے بلکہ جہانتک ممکن ہو اللہ تعالی کی
محبت اور اطاعت مین سرگرم ہونا چاہیے جسکو ہمیشہ بقا ہی چھٹی یہ کہ اسطرح
وہ خود اور بہت سی لوگ بہت سی مکارہ اور مصائب دنیا سی محفوظ رہکر اکثر
بلی رحمت مستحق ثواب ابدی ہوجاتی ہین نکتہ صالحہ اب اس مقام پر ممکن ہی
کہ چند بحثین آدمی کے دل مین گذرین جنمین سے ایک یہ ہی کہ جب اسطرح بلا زحمت
و تکلیف ثواب یا عقاب کا ہونا صحیح ہوا تو پھر کوئی ضرورت اسکی باقی نہین رہتی
ہے کہ دنیا مین آدمی خلق کیے جائین اور مدت تک تکمیل مین کوشش کرین اور
انکو امتحانات پیش آئین اور جب ایک استحقاق ثواب یا عقاب کا حاصل کر لین
تو بعد اسکے ایک حیات ابدی مین انکا ثواب ابدی جنت یا عذاب ابدی نار
منحصر رکھا جای کیونکہ اصلح الصورت مین بظاہر یہی ہے کہ بلا زحمت اور بلا تکلیف
ابتدا ہی سے بموجب علم اللہ تعالی کے حیات ابدی حاصل کرین اور جو اسکی
علم مین مستحق ثواب ابدی بوجہ ان اعمال کے ہون جو انسے ممکن ہون انکو ثواب
ابدی جنت دیا جای اور جو مستحق عذاب ہون بوجہ اعمال ممکنہ کے انکو عذاب
ابدی کیا جای مگر قبل اسکے کہ اس باب مین کچھ کہا جای یہ لکھنا ضرور ہی کہ یہ
بحثین نہایت مشکل مباحث مین سے ہین اور انکی تحقیق اس مسئلہ کی تحقیق پر
مبنی ہے جو مسئلہ وجوب اصلح ہے پس اس مسئلہ کی نسبت جو امر حق ہی اس
مقام پر لکھنا ضرور ہی تحقیق دقیق مسئلہ اصلح کی حقیقت یہ ہی کہ معتزلہ
مین سے کچھ لوگ اسکے قائل ہین کہ اللہ تعالی پر اصلح فی الدین و الدنیا کا صدور

طرح راجح ہو جائیگا تو اُسکا صدور بحکمت بھی ضرور ہوگا گو اصلح بہ نسبت نظام کلی کے نہ
یا بہ نسبت کسی شخص واحد کے مگر اونکا صدور خاص ایسی حالت اور خاص اسی وقت مین
ضرور ہوگا جسکی نظر سے وہ راجح ہوا اور دوسرے وقت یا حالت مین اوسکا صدور
واجب نہوگا پس اگر مراد اصلح سے یہ لیجاوی کہ جو ہر طرح راجح ہو خواہ نظام کے لیے
یا کسی شخص کے لیے تو یہ قول صحیح ہوگا کہ ایسے اصلح کا صدور ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بنظر
اپنی حکمت وتفضل کے واجب ہے اور اگر اصلح سے یہ مراد ہو کہ جسمین مصالح فی الجملہ موجود
ہین تو وہ قول محقق علیہ الرحمہ کا صحیح ہی کہ اصلح کبھی واجب ہوتا ہو لیکن جو قول بعض
کا ہے کہ اصلح کبھی واجب نہین ہوتا ہو صحیح نادرست ہو کیونکہ جب ہر عاقل پر ضرور ہے
کہ جو کوئی فعل ایسا ہو جسمین ہر طرح مصالح ہون ترک نہ کرے تو حکیم مطلق پر تو ضرور
واجب ہوگا کہ بمقتضای اپنی حکمت کے جس کام مین ہر طرح مصالح ہون انکو ترک
نکرے بہرحال جو کہ بیان ہوا اُس سے واضح ہو گیا ہو کہ اصلح کی کیفیت مختلف ہوتی ہے
پس کوئی اصلح ہوتا ہو نظام کلی کے لیے اور ہر شخص کے لیے اصلح نہین ہوتا ہو اور کوئی
اصلح ہوتا ہو خاص بعض اشخاص کے لیے اور نہین اصلح ہوتا ہو بعض دیگر اشخاص کے
حق مین اور بعض کبھی ایک امر اصلح ہوتا ہو ایک وقت خاص مین اور نہین اصلح ہوتا ہو
دوسرے وقت مین کبھی ایک امر اصلح ہوتا ہو بعض حالتمین اور اصلح نہین ہوتا ہو
دوسری حالت مین اور ان سب صورتونمین مدار اصلح کے وجوب یا عدم وجوب کا
خاص اوسکی حالت واقعی پر ہوتا ہو کہ ظاہر پر نہ جسکو کوئی شخص اصلح سمجھی اور چونکہ اس
امر کا علم سوای اللہ تعالیٰ کے کسیکو جیسا ہمنی پہلے اشارہ کیا ہو دشوار ہو کہ بنظر تمامی حالات
اور بنظر تمامی اشخاص و بنظر تمامی اوقات کیا امر اصلح ہو تو مراد ہماری اصلح سے یہ ہو
کہ جو امر اللہ تعالیٰ کے علم مین بنظر حالات واقع کے اصلح ہوتا ہو اور وہ تحقیق اسیطرح جسطرح
وہ اصلح ہو واجب ہوتا ہو بنظر اسکی کلی حکمت و تفضل کے [illegible]

باقی رہا ہفتہ کے روز انہوں نے متصل دریا گڑھے بنائے اور پانی انمین
کاٹ کے لیگئے اور جب انمین وہ مچھلیان آکے جمع ہوگئین تو انکے دریا کی
جانیکی راہ کردی اور اتوار کے دن یا بعد ازان شکار مچھلیون کا ان لوگون نے
کیا اور اسوجہ سے انپر عذاب نازل ہوا کہ بحکم خدا وہ سب بندر ہوگئے اور یہ
بھی پارہ سیقول قرآن شریف مین ہے الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم وہم
الوف من حذر الموت فقال لہم اللہ موتوا ثم احیاہم یعنی آیا نہین دیکھا تو نے
طرف ان لوگون کے جو نکلے اپنے گھرونسے اور وہ ہزارون تھے بسبب خوف موت
کے پس کہا اللہ نے انسے کہ مرجاؤ تم بعد ازان زندہ کیا اللہ نے انکو اور یہین
یہ قصہ صریحا مذکور ہے کہ ایک دفعہ ہزارون آدمی بوجہ خوف موت کے اپنی گھرونسے
نکلے تھے اور بحکم خدا وہ سب مرگئے تھے اور بعد مدت کے جب ایک پیغمبر کا جو
نام حضرت حزقیل تھے وہان گذر ہوا تو انکی دعا سے وہ سب زندہ ہوگئے اور
پارہ تلک الرسل مین یہ قصہ حضرت عزیر پیغمبر کا منقول ہے او کالذی مر علی قریۃ
وہی خاویۃ علی عروشہا قال انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا فاماتہ اللہ مائۃ
عام ثم بعثہ یعنی یا مثل اس شخص کے جو گذرا ایک قریہ کے پاس جو خالی پڑا تھا
اپنی چھتون پر کہا اس نے کب زندہ کریگا انکو اللہ بعد انکی موت کے پس مار ڈالا
اسکو اللہ تعالی نے سو برس کے لیے بعد ازان اٹھایا اسکو اور اسیسے ثابت ہے
کہ حضرت عزیر بعد موت کے پھر زندہ کیے گئے سو برس کے بعد اور بہت سے
مردون اور پیغمبرون اور اماموں نے بحکم خدا زندہ کیا بعد اسکے کہ وہ مرگئے تھے
اور بعض صورتون مین بعد ایک مدت کے انکی موت سے اور کتب شیعہ مین جو
یہ عقیدہ رجعت کا مذکور ہے کہ آخر زمانہ مین حضرت رسول اللہ اور ائمہ ہدا اور
بہت سے مومنین کاملین اور بہت سے بڑے بڑے گنہگار زندہ ہوکر پھر دنیا مین

# حاشیہ متعلق صفحہ ۵۵

ہونی ضرور ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ اسکے کوئی معنی نہین ہین کہ جسنے اعمال صالحہ
نیک اپنی حیات سابقہ مین کیے ہین اب وہ ہمیشہ کامیاب رہتا ہی اور جسنے
اعمال قبیحہ پہلی حیات مین کیے ہین [illegible] اب وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہی پس
[illegible] دلیل اول تو اس وجہ سے درست نہین ہی
کہ یہ کامیابی یا ناکامی دنیا کسی طرح بوجہ خوبی یا بدی اعمال کے متصور نہین ہو سکتی ہی
کیونکہ جو اچھے لوگ ہوتے ہین اکثر وہی دنیا مین ناکام رہتے ہین دوسرے یہ کہ جب
امور دنیا مین تاثیرات قدرتی کے ساتھ تاثیرات انسانی اور تاثیرات شیاطین اور
اجسام کے بھی موجود ہین تو اب ضرور نہین ہے کہ کامیابی یا ناکامی دنیا کی یہی
ایک وجہ صحیح ہو سکے یہ کہ معنی اس امر کے کہ سب امور دنیا کی بموجب تقدیر ربانی
ظہور مین آتے ہین یہ نہین ہین کہ یہ کل امور خاص بتاثیرات قدرت الہی ظہور مین
آتے ہین کیونکہ یہ صریح غلط ہے جیسا قبل ازین مذکور ہوا ہی بلکہ اس سے مراد ضرور
یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم ازلی مین یہ امر گذرا ہی کہ اس اس قسم کے امور دنیا بات
واقع ہونگے کچھ بتاثیرات قدرت الہی اور کچھ بموجب تاثیرات ملائکہ اور کچھ بتاثیرات
اجسام اور کچھ بتاثیرات حیوانات اور کچھ بتاثیرات انسانون کے اور کچھ بتاثیرات
شیاطین کے پس سوای تاثیرات قدرتی کے اور امور کے لیے کچھ ضرور نہین ہے
کہ کوئی وجہ خاص ہو تیسرے یہ کہ کامیابی دنیا کو خواہ مخواہ ایسا عمدہ سمجھنا کہ وہ عوض
اعمال صالحہ کا ہو سکے اور برخلاف اسکے ناکامی دنیا کو ایسا خراب اور ناقص
خیال کرنا کہ وہ عوض اور سزا اعمال بد کی ہو سکے ایک بڑی غلطی عظیم ہی اسلیے کہ
علاوہ اسکے کہ بہت سی آیات اور احادیث سے برخلاف اسکے یہ ثابت ہوتا ہی
کہ کامیابی یا ناکامی دنیا کچھ لائق لحاظ نہین ہے بلکہ اکثر ناکامی دنیا عمدہ ہوتی ہی
اور عمدہ چیز نصیب ہوتی ہے یہ امر صریح ظاہر بھی ہے کہ اکثر ناکامی دنیا کی ساتھ

ایسی ہو دنیا ہو سکے بہ احد اکثر آدمی اپنا تمام عمر فہم کی تحصیل میں صرف کی ہو اور برخلاف اسکی
کامیابی دنیا اکثر آدمی مکار وہ مشغول ہوتی ہین اور اسکی وجہ بھی خراب نتائج لاحق
حالی ہوتے ہین کہ جو انکو تجربہ بی نشناسی دریافت کرے وہ ضرور اسکا قائل ہوگا
کہ اسکی کوی وجہ صحیح نہین ہے کہ ناکامی دنیا بمقابلہ کامیابی دنیا کے عمدہ سمجھی
جاوی بلکہ اصل حقیقت آدمی خیال کرے تو وہ ضرور اسکا اعتقاد کریگا کہ کامیابی
دنیاسی ناکامی دنیا بمراتب عمدہ ہے مگر یہ مقام درحقیقت زیادہ غور کامل کا
محتاج ہے پانچوین یہ کہ اگرچہ کامیابی اور ناکامی دنیا کی کیفیت زیادہ تر قاعدہ
نہو مگر جب دنیا عالم اسباب ہے اور ہر ناکامی یا کامیابی کے لیے ضرور ایک علت
اور سبب ظاہری موجود ہوتا ہے تو اب یہ خیال بھی درحقیقت نادرست ہے کہ علت
ناکامی یا کامیابی دنیا کی وہ اسباب ظاہری نہین ہین بلکہ ضرور اس کے ایک
اور علت غیر ظاہری ہے اور وہ نتائج ہین اس سے تو بہتر قول اون لوگون کا ہے
جو اسکے لیے کوئی علت غیر ظاہری خیال کرتے ہین مگر وہ کہتی ہین کہ اسکا باعث
حقیقی وہی مشیت ایزدی ہے جیسے یہ کہ جو ادنی غور کرے وہ دریافت کرسکتا ہے
کہ ناکامی دنیا تو ضرور حصہ اچھی لوگونکا ہو جاتا ہے اور کامیابی دنیا تو ضرور حصہ
خراب اور چالاک اشخاص کا ہونا چاہیئے اور اسکے چند وجوہ ظاہری نہایت
صاف و ظاہر ہین جنمین سے اول یہ ہے کہ یہ تمام عقلا کا مسلم امر ہے کہ مدار کمالات
انسانی اور خوبی کا زیادہ تر علوم و معارف اور حکم کے تحصیل پر ہے اور یہ ظاہر ہے
کہ انکے تحصیل کے لیے ایک مدت دراز اسطرح صرف کرنیکی ضرورت ہے کہ اس
زمانہ مین ہر قسم کے اشغال دنیاسی علیحدگی حاصل کیجاوی اور برخلاف اسکی
مدار کامیابی دنیا کا اسپر ہے کہ آدمی بہت سی اشغال اور افکار دنیا مین ایک
مدت عمر صرف کرے تو اب اس جگہ پر یہ بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ راہ تحصیل کمالات

انسانی اور خوبی انسانی کی بالکل مخالف راہ کامیابی دنیا کی ہے اور انمین فرق مشرق و مغرب کا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو اچھے لوگ ہین وہ ضرور اسطرف مائل ہوتے ہین کہ کمالات انسانی حاصل کرین اور جب اسطرح وہ کمالات انسانی کی تحصیل پر کمر باندھینگے تو ضرور رہ اشتغال کامیابی دنیا سے محروم رہینگے پس ناکامی دنیا ضرور انکا حصہ ہوگا اور برخلاف اسکے جو خراب اور چالاک اشخاص ہین وہ ضرور بوجہ ہوس دنیا مختلف اشتغال دنیا مین ایک مدت عمر صرف کرینگے تو گو وہ کمالات کے تحصیل سے ضرور ناکام رہینگے مگر کامیابی دنیا سے بطور نتائج اپنی اشتغال کے ضرور وہ کامیاب ہو جائینگے پس کامیابی دنیا کی وجہ صحیح تو وہی غلطی ہو جو آدمی کو کمالات سے محرومی کا باعث ہوتی ہے اور ناکامی دنیا کی بھی یہی وجہ صحیح ہو کہ اکثر تحصیل کمالات کی فکر اسکا باعث ہو سکتی ہو دوسرے یہ کہ جب بموجب تصریح بالا اکثر چالاک اور خراب لوگ دنیا مین کامیاب ہوے تو اس وجہ سے بھی اکثر خراب اور چالاک ادمی کامیاب ہو سکینگے کیونکہ ایسی لوگون کو زیادہ مدد اپنے ہمجنسون سے مل سکیگی اور اچھے لوگ ضرور ناکام رہینگے کیونکہ بوجہ عدم مجانست انکو ان کامیاب اہل دنیا سے مدد ضرور نہین مل سکیگی آٹھوین دلیل یہ ہو کہ بعض اشخاص یہ خیال کرتے ہین کہ بعض حیوانات مین بعض صفات انسانی پائیجاتی ہین جو شاہد اسکی ہین کہ ضرور نفس انسانی بذریعہ تناسخ کے ایسے حیوانات کے ابدان سے متعلق ہوتی ہو مثلاً شہد کی مکھی کے گروہ مین ایک رئیس مقرر ہوتا ہو جسکی تعظیم سب کرتے ہین اور وہ بڑی ہمدردی سے اپنے ہمجنسون کی حمایت کرتے ہین اور بڑے عمدہ صنعت سے شیرہ شہد کا طیار کرتی ہین بعض جانور مثل بئے وغیرہ کے نہایت عمدہ صنعت سے اپنے رہنے کا گھر بناتے ہین دیکھو ریشم کے کیڑے کیسی خوبی سے ریشم کو طیار کرتے ہین اور اونٹ بہت خوشی سے راگ کو مثل انسانون کے سنتا ہے اور محو ہو جاتا ہے

سانپ بھی نہایت میلان کے ساتھہ راگ کو سنتا ہی کبوتر کیسی خوبی سی طریقہ جفت
زن وشوہر کو انجام دیتی ہین اور عموماً طیور کیسی خوبی سی اپنی بچون کو دانہ کہلاتی ہین
خصوصاً مرغ خانگی کا حال آسمین لائق مشاہدہ ہی اور شیرین کیسا تکبر اور دماغ ریاست
مثل انسان کے پایا جاتا ہی اچھی گھوڑون مین اپنے مالک کی رفاقت اور اطاعت کامل
اور نمک حلالی کی صفت مثل عمدہ انسانونکی مشاہدہ ہوتی ہے کتون مین بھی کیدار کے
اور اپنی مالک کی رفاقت اور پاس نمک کی صفت مثل انسانون کے پائیجاتی ہی اور
خرگوش مین نامردی مشابہ انسان بزدل کے پائیجاتی ہی اور روباہ مین مکاری اور
غداری غدار انسانون کی موجود ہی بندرون مین اکثر حرکتین مخنثون اور بدمزاج اور
مسخری انسانون کی مشاہدہ کیجاتی ہین اور ریچہ کے افعال مین جہ... کی مشابہت
ہی اور طاؤس مین انسان خود آرا اور معجب اور رقاص کی مشابہت فعلی موجود ہی
ہاتہی کیسی اطاعت انسانیت کے ساتھہ اپنے ہانکنی والے کی مثل انسان کے کرتا ہی
اور اکثر طیور کو نغمہ سرائی مین گویون سی مشابہت تامہ ہی فاختہ مین کیسا مثل
صوفیون کے دم بھرنیکا مشغلہ موجود ہی مگر اسکی نسبت یہ اعتراض صریح وارد ہوتا ہی
کہ ان صفات کا صفات خاصہ انسانی یا نفس انسانی ہونا ثابت یہ مسلم نہین ہے ان صفات
کی وجہ سی یہ ضرور ثابت ہوتا ہی کہ ان حیوانات سی ضرور نفس انسانی متعلق ہوا ہی
فقط اسقدر امر ضرور ثابت ہوتا ہی کہ بعض صفات مین انسان اور دیگر انواع حیوانات
باہم شرکت رکہتی ہین مگر یہ امور تو درحقیقت مختلف حکمت و صنعتہای صانع حکیم مطلق
کے آثار ہین اور اسنی اپنی کمال حکمت سی مختلف حیوانات کے نفوس حیوانی کو نظر
مختلف مصالح کے مختلف افعال کیطرف مائل خلق کیا ہی اور اس سے تناسخ کا اثبات
کسیطرح ممکن نہین ہے نوبت دلیل یہ ہی کہ بعض اشخاص آیۂ کریمہ وما من دابة
في الارض ولا طائر يطير بجناحيه الا امم امثالكم جسکی ظاہری معنی یہ ہین

کہ اور نہین ہی کوی دابہ بیچ زمین کے اور نہ طائر جو اڑتا ہی ساتھ اپنے دونون بازو کے
مگر چند گروہ مثل تمہاری اُسی تقریر کے ساتھ تناسخ پر استدلال کرتے ہین کہ اس
آیہ کے معنی یہ ہین کہ یہ سب بھی ایسے گروہ ہین جو مثل تمہاری خلق اور معیشت
وغیرہ صناعات وعلوم مین تھی مگر انکے نفوس منتقل ہوے ہین صورت انسانیہ
سی طرف اُن صورتون کے مگر یہ صریح بے اصل ہی کیونکہ آیہ مین فقط اسقدر
مذکور ہی کہ یہ دواب وطیور بھی تمہارے مثل مختلف گروہون پر مشتمل ہین اور وہ
مثل تمہاری مصنوع ایک حکیم مطلق کے ہین یا آنکہ انکی خلقت بھی مثل تمہاری
خلقت کے عمدہ صنائع حکمیہ پر مشتمل ہے اور بعض معاصرین نے بعد ذکر آیہ مذکورہ
ومامن دابۃ الخ اور بعض آیات مسخ کے یہ لکھا ہی کہ جواب ایسی آیات واحادیث
مسخ کا چند وجوہ سی دیا گیا ہی جنمین سے ایک وہ قول علامہ شیرازی کا ہی جو اپنی
حکمت اشراق مین انہون نے لکھا ہی کہ یہ آیات وغیرہ رموز نبویہ سی ہین اور اسرار
الہیہ سی ہین اور اوسکے محامل کتب تفسیر مین مذکور ہین اور وہ حجت اہل تناسخ کے
لئی نہین ہو سکتی ہین اور حاصل اُس جواب کا درحقیقت انہین جوابات کیطرف
رجوع کرتا ہی جو قبل ازین ہم ذکر کر چکے ہین اور منجملہ انکی یہ قول شارح مقاصد کا بھی
ذکر کیا ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ آیات واحادیث مسخ سی استدلال تناسخ پر درست
نہین ہے کیونکہ تناسخ جسمین نزاع ہے وہ یہ ہی کہ نفوس انسانی بعد مفارقت ابدان کے
دنیا مین دوسری ابدان سی تدبیر اور تصرف اور اکتساب کے لیے متعلق ہون نہ
یہ کہ انکی اصلی ابدان کی صورت بدل جای جیسا مسخ مین ہوتا ہی یا انکے اجزاء اصلیہ
انکے بعد تفرق جمع کرکے انہین اجزا سی پھر انکے ارواح متعلق ہون جیسا معاد
کی صورت مین ہوتا ہی بموجب توہم بعض اہل تناسخ کے اور اسی وجہ سی انہون
نے کہا ہی کہ کوی مذہب نہین ہے مگر اسمین تناسخ کے لیے قدم راسخ ہے اور

یہ ظاہر ہو کہ حاصل اس جواب کا وہی ہے جو ہم قبل ازین ذکر کر چکے ہین اور انہین
بعض معاصرین نے بعد نقل جواب مذکورہ بالا یہ کہا ہو کہ تو جانتا ہو کہ تبدل صور
ابدان کا مستلزم ہو تبدل ابدان مذکورہ کو یقیناً اسواسطے کہ تمام و کمال ہر شی کا
ساتھ اُسکی صورت کے ہوتا ہو نہ بسبب اُسکی مادہ کے اور جسوقت کہ تبدل
ہوگئی ابدان تو نہین چارہ ہو تناسخ سی مگر جواب اسکا اول تو یہ ظاہر ہو کہ مدار
اس کلام کا خاص اس قول مشائین پر ہو کہ جسم مرکب ہو ہیولی اور صورت جسمیہ سے
اور صورت بھی جزو جسم و بدن ہو مگر اسکی ثبوت مین ضرور جای بحث و کلام ہو دوسرے
یہ کہ حاصل جواب شارح مقاصد کا یہ ہو کہ مراد تناسخ سے جسمین نزاع ہے یہ ہو کہ بدن
بالکل بمادہ و صورت بدلجائین اور یہ ظاہر ہے کہ مسخ یا معاد کی حالت مین واقع
نہین ہوتا ہو کیونکہ اصل مادہ تو وہی باقی رہتا ہو پس تناسخ کا ہونا اس صورت
مین لازم نہین آتا ہو بعد ازان انہین بعض معاصرین نے یہ لکھا ہو کہ بعض وجوہ
جواب اہل تناسخ سی وہ ہو جو صدر شیرازی نے اپنی تصانیف مین مثل اسفار و
حواشی حکمۃ اشراق کے لکھا ہو کہ جوابات مسخ پر دلالت کرتے ہین وہ حشر اور معاد پر
محمول ہین مگر مین بکمال ادب اس کی نسبت یہ لکھنا چاہتا ہون کہ یہ تاویل
نہایت بعید تاویل ہو اور صریح مخالف روایات معتبرہ کے ہو جنمین صاف مقرر ہو کہ مسخ
خاص دنیا مین وقوع مین آچکا ہو اور اُسکی کوی ضرورت بھی نہین ہو کیونکہ جواب
منافی استدلال اہل تناسخ کا جوابات صورت مسخ و معاد سی متعلق تھا جو قبل ازین
مذکور ہوچکا ہو دسوین دلیل یہ ہو کہ یہ دنیا عالم کون و فساد ہو اور اسمین ہمیشہ
ایسا ہوا کرتا ہو کہ پانی ہوجاتا ہو اور ہوا پانی ہوجاتی ہو اجزا مٹی کے نبات ہوجاتے
ہین اور نبات کو جب حیوان کھاتا ہو تو اب جسم نباتی کو حیات حیوانی حاصل ہوجاتی ہے
اور وہ جاندار اور مدرک جسم ہوجاتا ہو پھر گوشت حیوان کا جب انسان کھاتا ہو

تو وہ جسم حیوانی جسم حیوانی ہو جاتا ہو اور اسیطرح وہی جسم حیوان ناطق کا جز ہو جاتا ہو
تو اس صورت مین یہ ظاہر ہو کہ بدن انسانی کو بعد موت کے ایک جز وی حیات
انسانی حاصل ہوتی ہو تو اب ثابت ہوا کہ جسم حیوان مین لیاقت قبول حیات
انسانی کی ہے اور نفس انسانی مین ضرور لیاقت تعلق بدن حیوانی اور نباتی کی
اور علاوہ ازین جب انسان مرجاتا ہو اسکی اجزا مٹی ہو جاتی ہین گیارھوین دلیل
یہ ہو کہ بنظر حالات خلق انسان ظاہر ہے کہ روح انسانی بھی مثل جسم کے اوسی
نطفہ کے مادہ سی حادث ہوتی ہو پس ضرور ایک جزو مادہ روحانی باپ کا مٹی
کی مادہ خلقت کے ساتھ منفعل ہوتا ہو اور اسپر شاہدہ وہ مشابہت ہو جو اکثر امور
مین درمیان باپ اور بیٹی کے ہوتی ہو تو اسطرحپر یہ لائق تسلیم ہو کہ ایک جزو روح
پدری کا بیٹی کے جسم سی متعلق ہوا ہو اور اس سے ایک قسم کا تناسخ کا ثبوت ہوتا ہو
مگر یہ لائق تسلیم نہین ہے کہ کوی جزو روح کا ہوتا ہو اور بعد اجزا غیر ہے کل کا تو ضرور روح
بیٹے غیر ہے روح باپ کے پس تناسخ ثابت نہین ہوتا ہو بارھوین دلیل یہ ہی
اختلافات قومی اور خاندانی حالات مین مشاہد ہین کبھی کسی قوم کے خاندان مین
علوم و حکم کی کثرت ہوتی ہو اور حکما اور شجاع اور اولوالعزم لوگ پیدا ہوتی ہین
اور برخلاف اسکے پھر کسی زمانہ مین دوسری قوم یا خاندان مین اس قسم کی لوگ
پیدا ہوتے ہین اور قوم یا خاندان اول مین برخلاف اسکے وقوع مین آتا ہے
پس یہ شبہ ہو کہ ارواح ایک قوم یا خاندان کی دوسری قوم یا خاندان مین بذریعہ
تناسخ منتقل ہوتے ہین مگر یہ ظاہر ہے کہ یہ سب محض شبہ ہو اور بظاہر یہ سب
امور اثر انتظام حکیمانہ حکیم مطلق کے ہین اور بذریعہ نفوس جدیدہ کے ان امور کا
ظہور بہرحال ضرور واجب التسلیم ہو لطیفہ مناسبہ بعض احادیث
کتاب السماء و بحار العالم سی ثابت ہوتا ہو کہ جو حیوانات اب مسوخات کہلاتی ہین

وہ نسل سے اون انسانون کے نہین ہین جو بوجہ عذاب کے مسخ ہوگئی تھی وہ لوگ
تو تین ہی دن کے عرصہ مین سب کے سب مر گئے تھے اور یہ جانور انہین اشکال
ممسوخہ پر خلق ہوی ہین اور صرف بوجہ مشابہت کی مسوخات کہلاتی ہین **نکتہ**
**مناسب مقام** اس مقام مین بحث کی گئی ہر کہ جو لوگ بوجہ عذاب مسخ
ہوگئی تھے آیا وہ انسان باقی رہے تھے یا نہین پس جو لوگ انسان اسی نفس مجرد
انسانی کو سمجھتی ہین انکی قول کے بموجب تو وہ ضرور بدستور انسان باقی رہی تھے
کیونکہ جو تغیر ہوا تھا وہ صرف بدن مین ہوا تھا اور نفس مین کچھ تغیر نہین ہوا تھا
مگر جو لوگ اسکے قائل ہین کہ انسان وہی بنیہ بدن معہ اوس روح کے ہی جو
اسمین ساری ہے یا انسان وہی بدن ہے اس حیثیت سی کہ اسکی ساتھ ایک
روح یعنی نفس مجرد متعلق ہو انکی اقوال کی بموجب درحقیقت انسان باقی نہین رہی تھے
بلکہ ضرور حیوان ہوگئی تھے مگر اسمین کوی مضائقہ نہین ہر جسطرح ہوا پانی ہوجاتی ہر
یا پانی ہوا ہوجاتا ہر اسیطرح ممکن ہے کہ بحکم خدا انسان حیوان ہوجای یا بحکم خدا
حیوان انسان ہوجای لیکن علے العموم حکما انسان کی حقیقت مین حیوان ناطق
ذکر کرتے ہین اور اس صورت مین اگر کوی اسکا قائل ہو کہ مدار انسانیت کا ایک
بنیہ خاص بدن پر نہین ہے بلکہ خاص مدار اسکا حیوانیت اور تعلق نفس مجرد پر ہر
تو اس صورت مین یہ لازم آئیگا کہ وہ انسان باقی رہے تھے کیونکہ گو بدن خاص
بدلگیا تھا مگر با اینہمہ وہ حیوان باقی رہی تھی اور انسی بدستور ایک نفس مجرد متعلق تھا
اب مین یہ لکہنا ضرور چاہتا ہون کہ بعض معاصرین نے منجملہ دلائل اہل تناسخ کے
جو دلائل ذکر کیئے ہین انہین سے ایک یہ بھی دلیل ہے کہ تعطل وجود مین نہین ہے
اور اگر نہ متعلق ہو نفس بعد مفارقت کے تو تعطل نفس کا لازم آئیگا اور جواب
اسکا سبع مقدمین دیا ہر مگر یہ دلیل درحقیقت بعض انہین دلائل کیطرف رجوع

امر متفق علیہ
ن تناسخ اور مبطلین
کا ہی کہ روح انسانی
جو ہر ہر جو فساد کو
نہین کرتا ہی تو
ن اسکا اجسام
یہ صحیح نا درست
ر علی القیاس
کا کبیرا جو تعلق
کا تا ہے اوس کی
ر خیال تناسخ کا
نہین ہی جبکہ یہا
اور روح مجرد نہین
ہی بلکہ صرف
کی صورت بدل
تی ہے ١٢

کرتی ہی جسکو ہم قبل ازین ذکر کرکے اُسکا جواب بھی بکمال صراحت دیچکی ہین
دوسری یہ دلیل بھی نقل کی ہی کہ شان نفوس سے استکمال ہی اور استکمال
بی تعلق بدن کے ممکن نہین ہے اور اسکی نسبت یہ کلام کیا ہی کہ ہم نہین تسلیم
کرتے ہین کہ استکمال نفس کا ہمیشہ جبتک نفس باقی رہے باقی رہتا ہی اور اگر
اسے تسلیم کیا جاوی تو اگر مراد تعلق سے یہ ہو کہ تعلق تدبیر اور تصرف کا بعد اُسکی
مفارقت بدن کے ضرور ہی تو ایسی تعلق کا ضرور ہونا ممنوع ہی اور اگر اُس سے
اعم مراد ہو یعنی مطلق تعلق کسیطرح کا خواہ بطور تعلق تدبیر و تصرف ہو یا کسی اور طرحکا
تعلق جو تعلق تدبیر و تصرف کا نہو تو اُس سے تناسخ کسیطرح ثابت نہوگا کیونکہ تناسخ
عبارت ہی خاص تعلق نفس سے ساتھ دوسرے بدن کے بتعلق تدبیر و تصرف کے
تمام ہوا کلام اُنکا اور صاحب تحفہ نی لکھا ہی کہ بعض لوگ آیہ کریمہ کلما نضجت جلودھم
بدلناھم جلودا غیرھا سے جسکے معنی یہ ہین کہ جب جُھلس جاتی ہین جلدین اُنکی
تو بدلتی ہین ہم اُنکی جلدون کو اور جلدون سی استدلال تناسخ پر کرتے ہین اور
ظاہر استدلال اُن لوگونکا جسکا صاحب تحفہ نی ذکر کیا ہی یہ ہے کہ اُس آیہ سی مراد
اُنکی دانست مین یہ ہی کہ جب ابدان لائق تصرف اور فیضان نفوس کے نہین رہتی ہین
تو وہ دوسری ابدان سی بدلدیجاتی ہین مگر یہ ظاہر ہے کہ یہ صریح غلطی اُن لوگونکی ہی کیونکہ
یہ امر درحقیقت صاحب تحفہ نی بھی لکھا ہی کہ دنیا کی حالات سی متعلق نہین ہی نہ اسمین
کچھ ذکر تبدل ابدانکا ہی بلکہ اسمین یہ حال دوزخیونکا مذکور ہی کہ جب اُنکی جلدین جلکر
فاسد ہو جاتی ہین تو اُنکو اور جلدین ملتی ہین اور اسیطرح استدلال بعض اہل تناسخ کا
آیہ کریمہ کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا سے جسکے معنی یہ ہین کہ جب ارادہ
کیا انہون نی کہ نکلین اُس سی تو پھیر دیجاتی ہین وہ اُسمین اسوجہ سی بھی درست نہین ہی
کہ انکا یہ قول غلط ہی کہ مراد آیہ سی یہ ہی کہ جب نفوس ابدان سی بوقت موت نکلنا چاہتے

ہین تو اور ابد انہین بطور تناسخ کے پھیر دئیجاتے ہین اسواسطے کہ ضمیر منہا اور فیہا کیطرف
نار اخروی کی راجع ہے اور مراد یہ ہے کہ جب اہل دوزخ آتش دوزخ سے نکلنا چاہتے ہین
تو پھر اُسی آتش دوزخ مین پھیر دئیجاتی ہین پس اسمین بھی عذاب آخرت اہل نار کے
کیفیت کا ذکر ہے اور دنیا مین پھر ابدان آخر مین نفوس کے پھیر دیجانیکا بالکل
ذکر نہین ہے اور علاوہ ازین اگر ضمیر منہا اور فیہا کیطرف ابدان کے راجع فرض کیجاوی اور
روحون کے اعادہ کا بھی ذکر فرض کیا جاوی تاہم یہ معنی ظاہر ہوتے ہین کہ جب وہ جسمین
اپنی ابدان سے نکلنا چاہتے ہین تو وہ انہین ابدان مین پھیر دیجاتی ہین نہ دیگر ابدان مین
اور اس صورت مین یہی معنی ہین کہ تناسخ کا ثبوت اس آیت سے بالکل نہین ہوتا ہے مگر
یہ معنی درحقیقت غلط ہین اور صحیح معنی آیۃ کے وہی ہین جو قبل ازین مذکور ہوئے ہین

**خاتمہ** اب بعد ذکر ان سب دلائل اور مباحث کے جو قبل ازین مذکور
ہوئی ہین فقط نتیجہ ان سب کلام کا بکمال اختصار لکھنا ضرور ہے مگر قبل اس کے کہ مین
نتیجہ مذکور کو لکھون یہ لکھنا ضرور ہے کہ مسئلہ تناسخ کے متعلق چند مسائل ہین اول
انمین سے یہ ہے کہ آیا تناسخ علی العموم واقع ہوتا ہے جیسا قول اہل تناسخ اور خصوص ہنود کا
ہے دوسرے یہ کہ آیا تناسخ بطور شاذ وقوع مین آتا ہے تیسرے یہ کہ قطع نظر اسکی
وقوع یا عدم وقوع کی آیا تناسخ ممکن ہے یا محال ہے چوتھے یہ کہ اگر وہ محال ہے تو آیا وہ
محال عقلی ہے اور اسوجہ سے سلسلہ تناسخ افاضہ قدرت حقہ کو قبول نہین کرسکتا ہے
پانچوین یہ کہ آیا وہ محال بنظر حکمت اللہ تعالی کے ہے گو قطع نظر حکمت سے وہ ممکن ہے
اور اللہ تعالی کی قدرت سے ممکن ہے کہ بذریعہ تناسخ دوبارہ انسان کو پیدا کرے
پس انہین امور کی نسبت اس مسئلہ مین دریافت کرنیکی ضرورت ہے اور جو شخص تمامی
دلائل اور مباحث مذکور پر غور کریگا تو نسبت امر اول کے یہ ضرور یقین کریگا
کہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ تناسخ علی العموم واقع نہین ہوتا ہے اور علی ہذا القیاس

امر ثانی کی نسبت قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ تناسخ شاذ و نادر طور پر بھی نہیں ہوتا ہے
تیسرے امر کی نسبت بموجب دلائل و مباحث مذکورہ یہ ضرور قطعی طور پر ثابت
ہوا ہے کہ تناسخ کا وقوع محال ہے اور وہ ممکن نہیں ہے چوتھی امر کی نسبت یہہ
ظاہر ہے کہ قطعی طور پر تو ضرور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ تناسخ محالات عقلی سے ہے اور
وہ افاضہ قدرت سے مستفید نہیں ہو سکتا ہے مگر درحقیقت قطعی ثبوت اس امر کا
موجود نہیں ہے کہ تناسخ درحقیقت محالات عقلی سے ہے اور افاضۂ قدرت اوس تک
نہیں پہونچ سکتا ہے پانچوین مسئلہ کی نسبت یہ ظاہر ہے کہ بنظر دلائل و مباحث
مذکورہ یہ ضرور واجب التسلیم ہے کہ یہ امر قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ بنظر کمال
حکمت اللہ تعالی کے تناسخ ضرور محال اور واقع نہیں ہو سکتا ہے پس اسیقدر لکھنا
اس مسئلہ مین کافی ہے اور جو اعتقاد منجملہ ان مسائل خمسہ کے ہر اہل اسلام کو ضرور ہے
وہ درحقیقت وہی اعتقاد ہے جس سے مسائل اول و دوم متعلق ہین یعنی کہ تناسخ
درحقیقت عموما اور بطور ندرت بھی فی الواقع کبھی وقوع مین نہین آتا ہے باقی امور
مین ضرورت زیادہ غور کی درحقیقت بموجب اصول مذہب کی نہین ہے
وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ وصفیہ
محمد و آلہ الطاہرین و اصحابہ الصالحین اجمعین آج بتاریخ گیارہوین ربیع الاول
سنہ ۱۳۰۴ ہجری یہ رسالہ بفضل و احسان حضرت واہب المنن ختم ہوا فقط تمت بالخیر والعافیہ

تمت

بتاریخ نہم ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۰۴ ہجری بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ و زیرگنج در مطبع
اثنا عشری بحسن اہتمام خیرخواہ مومنین سید عابد علی مالک مطبع حلیہ طبع پوشید